13

خدا کے سامنے ظہور اور انبیاء اور شیطان کی شہادتیں

اسلامی اخلاقیات زمین پر بنی نوع انسان کی خصوصی حیثیت اور ذمہ داری کا سہے۔ زمین پر زندگی کے معیار کے بارے میں اللہ کا فیصلہ ہو گا اور اس کے بعد اللہ کی منشا کے ذریعے مطلق انصاف کے ساتھ بدلہ دیا جائے گا۔ انصاف کا سامنا کرنے کے لیے انسان اکیلے یا الگ الگ گروہ کے طور پر آگے آئیں گے۔

اللہ کا عرش تھامنے والے فرشتے۔

اور جس دن آسمان ابر کے ساتھ پھٹ جائے گا اور فرشتے نازل کئے جائیں گے۔(25:25)(25:26)

اس دن سچی بادشاہی خدا ہی کی ہو گی۔ اور وہ دن کافروں پر (سخت) مشکل ہو گا۔(25:25) (25:26)

اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس دن کمزور ہو گا۔(69:16)

اور فرشتے اس کے کناروں پر (اتر آئیں گے) اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اپنے سروں پر اُٹھائے ہوں گے۔(69:17)

توجب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کو پست کر دی جائے گی۔(69:21)

اور تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہو گا) اور فرشتے قطار باندھ باندھ کر آموجود ہوں گے۔(69:22)

اے انسان! تو اپنے پروردگار کی طرف (پہنچنے میں) خوب کوشش کرتا ہے سو اس سے جا ملے گا۔(84:6)

دیکھو یہ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہونے سے شک میں ہیں۔ سن رکھو کہ وہ ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔(41:54)

(یہ) لوگ کس چیز کی نسبت پوچھتے ہیں؟ (78:1)

(کیا) بڑی خبر کی نسبت؟ (78:2)

جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں۔(78:3)

دیکھو یہ عنقریب جان لیں گے۔(78:4)

پھر دیکھو یہ عنقریب جان لیں گے۔(78:5)

مالک درجات عالی اور صاحب عرش ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ ملاقات کے دن سے ڈراوے۔(40:15)

جس روز وہ نکل پڑیں گے ان کی کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ آج کس کی بادشاہت ہے؟ خدا کی جو اکیلا اور غالب ہے۔(40:16)

چونکہ اللہ خلا اور وقت سے بے نیاز ہے لہذا اس کا "تخت" خالص طور پر استعاراتی مفہوم رکھتا ہے، اس کا مطلق، ہر چیز پر ناقابل یقین اثر ہے۔ اس کی برتری کے تخت کا "اوپر اٹھانا" بھی قیامت کے دن اس برتری کے مکمل اظہار کا استعارہ ہے۔ قرآن اس بارے میں خاموش ہے کہ وہ "آٹھ" کون ہیں جو عرش کو تھامے ہوئے ہیں۔

کچھ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ آٹھ فرشتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ فرشتوں کے آٹھ درجے ہیں جبکہ کئی کا کہنا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ "آٹھ" نہ ہوں بلکہ "آٹھ ہزار" ہوں۔ قرآن ایک اور جگہ کہتا ہے کہ، "خدا کے سوا کوئی اس کا حتمی معنی نہیں جانتا" (دیکھیں 3:7)۔

انسان کی زمینی زندگی میں - چاہے کوئی اس سے شعوری طور پر آگاہ ہو یا نہ ہو - غم، درد، پریشانی اور پریشانیکے لمحات خوشی اور اطمینان کے نایاب لمحات سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس طرح، انسانی حالت کو "ہمیشہ رہنے والے کی طرف تکلیف دہ مشقت" کے طور پر بیان کیا گیا ہے - اس لمحے کی طرف جب خدا اپنی ماورائی عظمت کو ظاہر کرے گا۔

وہ جسے چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم کرے۔ اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ (29:21)

اور تم (اُس کو) نہ زمین میں عاجز کر سکتے ہو نہ آسمان میں اور نہ خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔ (29:22)

اور جن لوگوں نے خدا کی آیتوں سے اور اس کے ملنے سے انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے ہیں اور ان کو درد دینے والا عذاب ہو گا۔ (29:23)

وہی جان بخشتا اور (وہی) موت دیتا ہے اور تم لوگ اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ (10:56)

تنِ تنہا اپنے خالق کے سامنے روبرو ہوں گے۔

تمام شخص جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدا کے روبرو بندے ہو کر آئیں گے۔ (19:93)

اُس نے ان (سب) کو (اپنے علم سے) گھیر رکھا اور (ایک ایک کو) شمار کر رکھا ہے۔ (19:94)

اور سب قیامت کے دن اس کے سامنے اکیلے اکیلے حاضر ہوں گے۔ (19:95)

اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تم زمین کو صاف میدان دیکھو گے اور ان (لوگوں کو) ہم جمع کر لیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (18:47)

اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائیں گے (تو ہم ان سے کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے لیکن تم نے تو یہ خیال کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہارے لئے (قیامت کا) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا۔ (18:48)

اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسا ہی آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے اور جو (مال ومتاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے (شفیع اور ہمارے) شریک ہیں۔ (آج) تمہارے آپس کے سب تعلقات منقطع ہو گئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے۔ (6:94)

تنہا حالت ہر انسان کی انفرادی، ناقابل منتقلی، ذمہ داری پر زور دیتی ہے۔ جو لوگ اللہ کا انکار کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو اللہ کے فضل اور رحمت سے محروم کر دیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، اللہ پر یقینیا اس پر ایمان لانے کی تیاری پہلے ہی اس کے فضل اور رحمت کا نتیجہ ہے، جس طرح آخرت میں مصیبت کسی کے "حق کو جھٹلانے پر تلے ہونے" کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ قیامت سے انکار کرتے ہیں اس کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ساتھ ہی موت کے بعد زندگی کے خیال کو بھی مسترد کرتے ہیں۔

خدا کی اجازت کے بغیر کوئی نہیں بولے گا۔

اس روز لوگ ایک پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے اور اس کی پیروی سے انحراف نہ کر سکیں گے اور خدا کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی تو تم آواز خفی کے سوا کوئی آواز نہ سنو گے۔(20:108)

وہ جو آسمانوں اور زمین اور جو ان دونوں میں ہے سب کا مالک ہے بڑا مہربان کسی کو اس سے بات کرنے کا یارا نہیں ہو گا۔(78:37)

جس دن روح (الامین) اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (خدائے رحمٰن) اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کہی ہو۔(78:38)

یہ دن برحق ہے۔ پس جو شخص چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانہ بنائے۔(78:39)

یہ بیان کہ جس کو خدا بولنے کی اجازت دے گا" وہی کہے گا جو صحیح ہے" قیامت کے دن کسی کا جھوٹا ہونا ناممکن ہے۔

حتمی سچائی کا لمحہ وہ لمحہ ہو گا جب انسانی زندگی کی حتمی حقیقت اور اس کا مقصد انسان کی سمجھ کے لیے مکمل طور پر قابل رسائی ہو جائے گا۔

چہروں پہ مایوسی چھائی ہو گی۔

جس روز وہ آجائے گا تو کوئی متنفس خدا کے حکم کے بغیر بول بھی نہیں سکے گا۔ پھر ان میں سے کچھ بدبخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔(11:105)

اور کتنے منہ ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہو گی۔(80:40)

(اور) سیاہی چڑھ رہی ہو گی۔(80:41)

یہ کفار بدکردار ہیں۔(80:42)

صرف ایک زور کی آواز کا ہونا ہو گا کہ سب کے سب ہمارے روبرو آحاضر ہوں گے۔(36:53)

اس روز کسی شخص پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا اور تم کو بدلہ ویسا ہی ملے گا جیسے تم کام کرتے تھے۔(36:54)

زمین پر مختصر قیام۔

(خدا) پوچھے گا کہ تم زمین میں کتنے برس رہے؟(23:112)

وہ کہیں گے کہ ہم ایک روز یا ایک روز سے بھی کم رہے تھے، شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیۓ۔(23:113)

) خدا) فرمائے گا کہ (وہاں) تم (بہت ہی) کم رہے۔ کاش تم جانتے ہوتے۔(23:114)

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟(23:115)

اللہ اور گنہگاروں کے درمیان مکالمے کا یہ حصہ وقت کا ابہام ہے، جیسا کہ انسان نے تصور کیا ہے، اور دنیا کی زندگی کی تقابلی قلت حتمی لازوال حقیقت کے تناظر میں جو صرف اللہ کو معلوم ہے۔ قیامت کے دن، انسان زمینی وقت کے تصور کے ختم ہونے کا اشارہ اس جواب سے ہوتا ہے، "ان سے پوچھیں جو وقت کا تعین کر سکتے ہیں۔"

فیصلے کے لیے خدا کے سامنے جھگڑا کرنا۔

(اے پیغمبر) تم بھی مر جاؤ گے اور یہ بھی مر جائیں گے۔(39:30)

پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے (اور جھگڑا فیصل کر دیا جائے گا)۔(39:31)

کہو کہ اے خدا (اے) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے (اور) پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں فیصلہ کرے گا۔(39:46)

انبیاء اور شیطان کی شہادتیں

حضرت محمد ﷺ بطور گواہ۔

بھلا اس دن کا کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے اور تم کو ان لوگوں کا حال (بتانے کو) گواہ طلب کریں گے۔(4:41)

اس روز کافر اور پیغمبر کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش ان کو زمین میں مدفون کر کے مٹی برابر کر دی جاتی اور خدا سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔(4:42)

قیامت کے دن، انبیاء جن کو خدا نے ہر برادری کے اندر بلایا ہے وہ علامتی طور پر اس بات کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے خدا کا پیغام اپنے لوگوں کو پہنچایا تھا اور انہیں صحیح اور غلط کا مطلب سمجھایا تھا۔

اور جب پیغمبر فراہم کئے جائیں۔(77:11)

تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔(7:6)

پھر اپنے علم سے ان کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں تھے۔(7:7)

اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے گواہ (یعنی پیغمبر) کھڑا کریں گے تو نہ تو کفار کو (بولنے کی) اجازت ملے گی اور نہ اُن کے عذر قبول کئے جائیں گے۔(16:84)

"رسول" کی اصطلاح یہاں عمومی معنوں میں استعمال ہوتیہے وہ تمام رسول جنہوں نے کسیبھی وقت میں اللہ کا پیغام سنایا۔ "ہر معاشرے میں گواہ ہونا" سے مراد ہیں پہلے رسول جو اس معاشرے میں آئے تھے۔ انبیاء ان کے حق میں یا ان کے خلاف گواہی دیں گے جن تک انہوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا۔ گنہگاروں کو اپنی جہالت کے خلاف، درخواست کرنے کی اجازت سے انکار کر دیا جائے گا، انہیں کسی بھی عذر سے محروم کر دیا جائے گا۔

اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اُٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی اور پیغمبر اور (اور) گواہ حاضر کئے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔(39:69)

اور جس شخص نے جو عمل کیا ہو گا اس کو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے۔(39:70)

جملہ "تمام انبیاء بطور گواہ" کا مطلب ہے لوگوں کے حق میں یا ان کے خلاف جن کے پاس انہوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا۔

گنہگاروں سے پوچھا جانے گا انہوں نے رسولوں کے پیغام کا کیا ردِ عمل دیا۔

کیا یہ لوگ اس کے وعدۂ عذاب کے منتظر ہیں۔ جس دن وہ وعدہ آجائے گا تو جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے ہوں گے وہ بول اٹھیں گے کہ بے شک ہمارے پروردگار کے رسول حق لے کر آئے تھے۔ بھلا (آج) ہمارا کوئی سفارشی ہیں کہ ہماری سفارش کریں یا ہم (دنیا میں) پھر لوٹا دیئے جائیں کہ جو عمل (بد) ہم (پہلے) کرتے تھے (وہ نہ کریں بلکہ) ان کے سوا اور (نیک) عمل کریں۔ بے شک ان لوگوں نے اپنا نقصان کیا اور جو کچھ یہ افتراء کیا کرتے تھے ان سے سب جاتا رہا۔(7:53)

قیامت کا دن قرآن میں موجود انتباہات کی تکمیل ہو گا، اور اس لحاظ سے یہ "قیامت آشکار ہونے" کے معنی رکھتا ہے۔

اور جس روز خدا اُن کو پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا۔(28:65)

تو وہ اس روز خبروں سے اندھے ہو جائیں گے، اور آپس میں کچھ بھی پوچھ نہ سکیں گے۔(28:66)

اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں۔(6:129)

اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے سامنے آموجود ہونے سے ڈراتے تھے وہ کہیں گے کہ (پروردگار) ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے۔(6:130)

انسان کا نیا بیدار شعور اسے قیامت کے دن اپنے خلاف گواہی دینے پر مجبور کرے گا۔ "اس انداز میں"، جو کہ اوپر والے جملے کو متعارف کراتا ہے، اس انداز کی طرف اشارہ ہے جس میں برے لوگ "ایک دوسرے سے چمکتی ہوئی آدھی سچائیوں سے سرگوشی کرتے ہیں جس کا مطلب ذہن کو گمراہ کرنا ہے" (6: 112)

شیطان کی گواہی: میں نے تمہیں کو دھوکہ دیا۔

جب) حساب کتاب کا) کام فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا (جو) وعدہ خدا نے تم سے کیا تھا (وہ تو) سچا (تھا) اور (جو) وعدہ میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا۔ اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا۔ ہاں میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہا مان لیا۔ تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو۔ اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو۔ میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک جو ظالم ہیں ان کے لیے درد دینے والا عذاب ہے۔(14:22)

خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف بھی پیغمبر بھیجے تو شیطان نے ان کے کردار (ناشائستہ) ان کو آراستہ کر دکھائے تو آج بھی وہی ان کا دوست ہے اور ان کے لیے عذاب الیم ہے۔(16:63)

شیطان اوپر یہ واضح کرتا ہے کہ یہ صرف شبہات تھے جنکی بدولت وہ گنہگاروں کی روح کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوا، اور اگر یہ خواہشات، غصہ، توہم پرستی یا فرضی خیالات کی وجہ سے پہلے روح بیمار نہ ہوتی تو یہ شیطانی حملے اس پر اثر انداز نہیں ہوتے۔

شیطان جواب دے گا کہ وہ مدد کے لیے آپ کی پکار کا جواب نہیں دے سکتا، جیسا کہ آپ کو اپنی زندگی میں اس کی پکار کا جواب نہیں دینا چاہیے تھا۔ شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کبھی بھی خدا کے برابر ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا (7:20 دیکھیں جہاں وہ آدم سے خدا کے بارے بولتا ہے)

شیطان انسانوں کے گنہگار اعمال کو "ان کے لیے اچھا بنا کر پیش کرتا ہے وہ انہیں قائل کرتا ہے کہ کسی کی روک تھام کے بغیر خواہشات اور خود غرضی کی پیروی کرنا اخلاقی طور پر جائز ہے۔ وہ گنہگار جو شیطان کی لعنتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے وہ شیطان کو اللہ کا شریک بناتا ہے۔

جب قیامت کے دن خدائی انصاف غالب آئے گا، تو بدلہ کسی کے جرم کی حد کے براہ راست تناسب سے ہو گا۔ آخرت میں ناقابل معافی گناہوں کے لیے برابر مصائب ہوں گے۔ جہنم کسی کی دنیاوی زندگیکا تسلسل ہے نہ کہ صوابدیدی سزا۔

14

کامل انصافِ الٰہی اور شفاعت

اچھے اور برے اعمال کا ریکارڈ۔

اور ان سے کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ۔ خدا اور اس کا رسول اور مومن (سب) تمہارے عملوں کو دیکھ لیں گے۔ اور تم غائب وحاضر کے جاننے والے (خدائے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تم کو بتادے گا اور ان سے کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ۔ خدا اور اس کا رسول اور مومن (سب) تمہارے عملوں کو دیکھ لیں گے۔ اور تم غائب وحاضر کے جاننے والے (خدائے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم کرتے رہے ہو وہ سب تم کو بتادے گا۔(9:105)

بے شک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے اور (جو) ان کے نشان پیچھے رہ گئے ہم ان کو قلمبند کر لیتے ہیں۔ اور ہر چیز کو ہم نے کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) میں لکھ رکھا ہے۔(36:12)

اچھائی اور برائی کا وزن۔

اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آئیں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔(99:6)

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔(99:6)

اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔(99:6)

جس دن ہر انسان اپنے آپ کو اپنے تمام اچھے کاموں کا سامنا کرے گا

کامل انسافِ الٰہی۔

اس دن انسان کو جو (عمل) اس نے آگے بھیجے اور پیچھے چھوڑے ہوں گے سب بتا دیئے جائیں گے۔(75:13)

بیلنس اسکیل۔

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہو گا تو ہم اس کو لا حاضر کریں گے۔ اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔(21:47)

اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں۔(7:8)

اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تیئں خسارے میں ڈالا اس لیے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے۔(7:9)

جنکے اعمال ہلکے ہوں گے وہ جہنم میں رہیں گے

اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا، ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔(23:103)

اس کا مرجع ہاویہ ہے۔(101:9)

اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟۔(101:10)

دہکتی ہوئی آگ ہے۔(101:11)

اور اسی طرح کافروں کے بارے میں بھی تمہارے پروردگار کی بات پوری ہو چکی ہے کہ وہ اہل دوزخ ہیں۔(40:6)

جس کا وزن میزان میں ہلکا ہے اس کے گناہ، نیکیوں سے زیادہ ہیں، اس کا نصیب مصائب اور مایوسیوں ہوں گی۔

اللہ سب سے زیادہ انصاف کرنے والا ہے۔

اور (اے پیغمبر) تم کو جو حکم بھیجا جاتا ہے اسکی پیروی کئے جاؤ اور (تکلیفوں پر) صبر کرو یہاں تک کہ خدا فیصلہ کر دے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔(10:109)

وہ جو کام کرتا ہے اس کی پرستش نہیں ہو گی اور (جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس کی) ان سے پرستش ہو گی۔(21:23)(21:24)

کیا لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنالئے ہیں۔ کہہ دو کہ (اس بات پر) اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ (میری اور) میرے ساتھ والوں کی کتاب بھی ہے اور جو مجھ سے پہلے (پیغمبر) ہوئے ہیں۔ ان کی کتابیں بھی ہیں۔ بلکہ (بات یہ ہے کہ) ان اکثر حق بات کو نہیں جانتے اور اس لئے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔(21:23)(21:24)

اور وہی خدا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں دنیا اور آخرت میں اُسی کی تعریف ہے اور اُسی کا حکم اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔(28:70)

تو (اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟(95:7)(95:8)

کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟(95:7)(95:8)

مذکورہ بالا بیان بازی کا یہ مفہوم ہے: چونکہ یہاں جس اخلاقی قانون کا حوالہ دیا گیا ہے وہ تمام توحید پرست مذاہب کی تعلیمات پر زور دیتا ہے، اس لیے اس کی سچائی کسی بھی غیر متعصب شخص کے لیے خود واضح ہونی چاہیے۔

اخلاقی قانون کو مسترد کرنا انسان کی طرف سے اس آزادی کی نفی ہے جو اس کع اخلاقی انتخاب میں حاصل ہے اور خدا کی طرف سے انصاف کی نفی کے مترادف ہے، جو سب سے بڑا منصف ہے۔

اللہ کا علم شفاعت کو روکتا ہے۔

اور یہ (لوگ) خدا کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کہ کیا تم خدا کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں۔ وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔(10:18)

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں میں ہیں سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ اس کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ سفارش کرنے والا۔ کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے؟(32:4)

اور ان کو قریب آنے والے دن سے ڈراؤ جب کہ دل غم سے بھر کر گلوں تک آ رہے ہوں گے۔ (اور) ظالموں کا کوئی دوست نہ ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات قبول کی جائے۔ (40:18)

وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو (باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں (ان کو بھی)۔ (40:19)

خدا (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہمیشہ رہنے والا اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں سب اسی کا ہے کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے۔ (2:255)

تمہارا پروردگار تو خدا ہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش (تخت شاہی) پر قائم ہوا وہی ہر ایک کا انتظام کرتا ہے۔ کوئی (اس کے پاس) اس کا اذن حاصل کیے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتا، یہی خدا تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو۔ بھلا تم غور کیوں نہیں کرتے۔ (10:3)

(تو لوگ) کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو۔ (19:87)

کامل انصاف ہو گا... اس دن۔

اس روز (کسی کی) سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی جسے خدا اجازت دے اور اس کی بات کو

پسند فرمائے۔ (20:109)

جو کچھ ان کے آگے ہے اور کچھ ان کے پیچھے ہے وہ اس کو جانتا ہے اور وہ (اپنے) علم سے خدا (کے علم) پر احاطہ نہیں کر سکتے۔ (20:110)

اللہ کا علم وہ وجہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی شفاعت نہیں کی جا سکتی کیونکہ وہ دل کے راز جانتا ہے اور اور وہ اعمال بھی جو چوری چھپے نگاہوں سے ہوتے ہیں۔ اللہ کے ساتھ کسی کی شفاعت کی افادیت پر یقین، یا انسان اور اس کے درمیان ثالثی، اللہ کے علم سے انکار کے مترادف ہے۔

اس طرح، قرآن زندہ یا مردہ بزرگوں یا پیغمبروں کی طرف سے نااہل "شفاعت" میں مسلمانوں کے درمیان مقبول لیکن غلط عقیدے کو مسترد کرتا ہے۔ اللہ قیامت کے دن اپنے نبیوں کو گنہگاروں کے لیے علامتی طور پر سفارش کرنے کی اجازت دے گا جو پہلے ہی اپنی توبہ یا بنیادی نیکی کے ذریعے اس کی تلافی قبول کر چکے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں، انبیاء کو شفاعت کا حق اللہ کی طرف سے ان کی منظوری کا اظہار ہو گا۔

مزید بر آں، شفاعت کے امکان سے انکار بالواسطہ طور پر اس بات پر زور دیتا ہے کہ اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ کوئی ثالث نہیں- بلکہ یہ بھی کہ اس کی مرضی ناقابل تغیر ہے (کبھی نہیں بدلتی)

"اللہ کے ساتھ تعلق" اس کی وحدانیت اور انفرادیت کا احساس دلاتا ہے۔ یہاں تک کہ بڑے گنہگار بھی اللہ کی بخشش کی امید کر سکتے ہیں - علامتی طور پر "شفاعت" کے حق سے ظاہر ہوتا ہے، جو قیامت کے دن نبیوں کو دیا جائے گا بشرطیکہ زمین پر اپنی زندگی کے دوران، وہ اللہ کے وجود اور وحدانیت سے آگاہ ہوں جن کی شفاعت کریں گے وہ۔

اس روز بادشاہی خدا ہی کی ہوگی۔ اور ان میں فیصلہ کردے گا تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے۔ (22:56)(22:57)

اور جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔ (22:56)(22:57)

اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں۔ (56:9)

پھر (قیامت کے دن تمام) لوگ اپنے مالک برحق خدا تعالیٰ کے پاس واپس بلائے جائیں گے۔ سن لو کہ حکم اسی کا ہے اور وہ نہایت جلد حساب لینے والا ہے۔ (6:62)

قیامت کے دن ان لوگوں کے لیے کوئی امید نہیں ہوگی جو اللہ کے وجود کو سمجھنے یا اس کی رہنمائی کے آگے سر تسلیم خم کرنے میں ناکام رہے۔

اللہ کا کامل انصاف اس یقین پر قائم ہے کہ وہ سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہے۔

15

جہنم کا عذاب۔

جہنم کا تصور کچھ یوں ہے، پگھلی ہوئی دھات، ابلتے ہوئے مائع، اور آگ جو ہر چیز کو ٹکڑوں میں تقسیم کرتی ہے۔ جسمانی اور روحانی طور پر سب سے بڑی مصیبت کا تصور کریں، جو انسان کو آگ سے جلنا، سر اسر تنہائی، اور تلخ ویرانی، نہ ختم ہونے والی مایوسی کا عذاب، نہ زندہ رہنے اور نہ مرنے کی حالت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس درد، اس اندھیرے اور اس مایوسی کا تصور کریں، جو اس دنیا میں کسی بھی تصور سے باہر ہے - اور بیک وقت کسی بھی تصوراتی چیز سے بالکل مختلف ہے، اور پھر آپ کو معلوم ہو گا کہ جہنم سے کیا چیز ہے۔

اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہو گا مگر تنبہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)۔ (89:23)

کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی کے لیے) کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ (89:24)

تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا۔ (89:25)

عاصیوں کی ان کے گناہوں کے تناسب مطابق گروہ بندی۔

اور جس روز ہم ہر اُمت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے تو اُن کی جماعت بندی کی جائے گی۔ (27:83)(27:84)(27:85)

یہاں تک کہ جب (سب) آجائیں گے تو (خدا) فرمائے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلا دیا تھا اور تم نے (اپنے) علم سے ان پر احاطہ تو کیا ہی نہ تھا۔ بھلا تم کیا کرتے تھے۔ اور اُن کے ظلم کے سبب اُن کے حق میں وعدہ (عذاب) پورا ہو کر رہے گا تو وہ بول بھی نہ سکیں گے۔ (27:83)(27:84)(27:85)

جملہ "لفظ [حق] ان کے خلاف کھڑا ہو جائے گا" سے مراد ہے کہ سچ ان کی تمام توقعات کے خلاف واضح ہو گا اور یہ انہیں قیامت اور اللہ کے فیصلے کے قریب آنے پر بالکل بوکھلا کر رکھ دے گا۔ جسے وہ "قدیم زمانے کی کہانیاں" سمجھتے رہے۔ متبادل کے طور پر، اس جملے کو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے جب ان پر عذاب ہو گا- آخری قیامت کے قریب، تب توبہ کرنے میں بہت دیر ہو جائے گی۔

گنہگار اپنے گھٹنوں پر جہنم کے گرد جمع ہوں گے۔

اور جب روحیں (بدنوں سے) ملا دی جائیں گی۔ (81:7)

اور جب (عملوں کے) دفتر کھولے جائیں گے۔ (81:10)

اور جب آسمانوں کی کھال کھینچ لی جائے گی۔ (81:11)

اور جب دوزخ (کی آگ) بھڑکائی جائے گی۔ (81:12)

تمہارے پروردگار کی قسم! ہم ان کو جمع کریں گے اور شیطانوں کو بھی۔ پھر ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے (اور وہ) گھٹنوں پر گرے ہوئے (ہوں گے)۔(19:68)

جب انسانوں کو ان کے اعمال کے ساتھ جوڑا جائے گا تو کوئی بھی اپنے سابقہ اعمال کی ذمہ داری سے خود کو جدا نہیں کر سکے گا۔ گنہگاروں کو قیامت کے دن شیطانی قوتوں سے علامتی طور پر جوڑا جائے گا جنہوں نے انہیں زندگی میں گناہ پر مجبور کیا۔

انتہائی ضدی اور سخت گنہگاروں کی قسمت۔

پھر ہر جماعت میں سے ہم ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدا سے سخت سرکشی کرتے تھے۔(19:69)

اور ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو ان میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں۔(19:70)

جس روز ہم پرہیز گاروں کو خدا کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے۔(19:85)

اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے۔(19:86)

صرف وہی سخت اور ضدی گنہگار جنہوں نے شعوری طور پر اور جان بوجھ کر اللہ کے سامنے جوابدہ ہونے کے خیال کو مسترد کیا ہے اور اس طرح اپنے کمزور، کم شعور ساتھی انسانوں کو گمراہ کیا ہے آخرت میں شدید ترین مصیبت میں ڈال دیا جائے گا۔

وہ اللہ کے فیصلے اور اخلاقی سچائیوں کے بارے میں تاخیر سے احساس ہونے کی وجہ سے کچلے جائیں گے وہ سچ جسے انہوں نے زندگی میں تکبر سے نظر انداز کیا تھا۔

اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گزرنا ہوگا۔ یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔(19:71)

پھر ہم پرہیز گاروں کو نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے ۔(19:72).

جیسا کہ مذکورہ بالا آخری جملہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہر گنہگار کو قرآن میں دوزخ کے طور پر بیان کی گئی مصیبت دائمی نہیں ہوگی۔ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب آئے گی ان گنہگاروں پر جو اس کے بارے میں کچھ ڈرتے تھے۔ آخر میں، صرف سخت ترین گنہگار جہنم میں داخل ہوں گے۔

اللہ کے دشمنوں کے لیے جہنم کی آگ۔

اور جس دن خدا کے دشمن دوزخ کی طرف چلائے جائیں گے تو ترتیب وار کر لیئے جائیں گے۔(41:19)

یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور آنکھیں اور چمڑے (یعنی دوسرے اعضا) ان کے خلاف ان کے اعمال کی شہادت دیں گے۔(41:20)

اور تم اس (بات کے خوف) سے تو پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور چمڑے تمہارے خلاف شہادت دیں گے بلکہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ خدا کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں۔(41:22)

اور اسی خیال نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کر دیا اور تم خسارہ پانے والوں میں ہو گئے۔(41:23)

اب اگر یہ صبر کریں گے تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور اگر توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔(41:24)

عذاب جہنم کی چار علامتیں۔

اور مجھے ان جھٹلانے والوں سے جو دولتمند ہیں سمجھ لینے دو اور ان کو تھوڑی سی مہلت دے دو۔(73:11)

کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔(73:12)

اور گلوگیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب (بھی) ہے۔(73:13)

یہ چار حالتیں آخرت میں عذاب کی علامت ہیں، جو زندگی میں کسی کے اعمال کے نتائج کی نشاندہی کرتی ہیں۔ دنیاوی مصائب یا جہنم کی تمام تفصیل تمام زمینی تجربات سے بالکل مختلف ہوگی، بشمول اس کی بے پناہ شدت۔ اسی طرح، آخرت میں گنہگار کی تکالیف کی تمام قرآنی وضاحتیں اور حالات سے متعلق استعارے یا تشبیہات ہیں، جنہیں صرف انسانی تجربے کی حد میں موجود جسمانی مظاہر سے موازنہ کرنے سے سمجھا جا سکتا ہے۔

بھاری زنجیریں: عذاب کی پہلی علامت۔

اس دن تم ان سب کو دیکھو گے جو گناہوں میں کھوئے ہوئے تھے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ یہ ان کے اپنے برے اعمال اور جھکاؤ اور سراسر مایوسی کا استعارہ ہے جو ان سب کے لیے آخرت میں عام ہو گا۔

یہ سلسلہ کے ردعمل کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے، کہ ہر برائی زمین پر حرکت میں آنے کی پابند ہے، ایک برائی ناگزیر طور پر دوسرے کو جنم دیتی ہے۔

(حکم ہوگا کہ) اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو۔(69:30)

پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دو۔(69:31)

پھر زنجیر سے جس کی ناپ ستر گز ہے جکڑ دو۔(69:32)

یہ نہ تو خدائے جل شانہ پر ایمان لاتا تھا۔(69:33)

اور نہ فقیر کے کھانا کھلانے پر آمادہ کرتا تھا۔(69:34)

سو آج اس کا بھی یہاں کوئی دوستدار نہیں۔(69:35)

اور نہ پیپ کے سوا (اس کے لئے) کھانا ہے۔(69:36)

اور اس دن تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔(14:49)

ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے اور ان کے مونہوں کو آگ لپیٹ رہی ہو گی۔(14:50)

یہ اس لیے کہ خدا ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دے۔ بےشک خدا جلد حساب لینے والا ہے۔(14:51)

یہ قرآن لوگوں کے نام (خدا کا پیغام) ہے تاکہ ان کو اس سے ڈرایا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہی اکیلا معبود ہے اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں۔(14:52)

سلسلہ بہت طویل ہے۔ نمبر ستر اکثر روایتی عربی میں "بہت سے" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس کی لمبائی صرف خدا جانتا ہے۔ ایک ہاتھ 1.5 فٹ کے برابر ہے۔

اصطلاح "گندگی" روحانی معنوں میں مکروہ چیزوں کو کھا جانے کی طرف اشارہ کرتی ہے اور یہ کہ صرف گنہگار استعاراتی طور پر کھاتے ہیں - دنیا اور آخرت میں بھی۔

" کالے رنگ کے کپڑے " اور " ان کے چہروں پر پردہ ڈالنا " ناقابل بیان مصائب اور مکروہ وحشت کے استعارے ہیں جو قیامت کے دن گنہگاروں کی روح کو لپیٹ لیں گے (73:13 بھی دیکھیں)۔

ان کی گردن کے گرد بیڑیاں اور زنجیریں۔

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔ یہ کہاں بھٹک رہے ہیں؟ (40:69)

جن لوگوں نے کتاب (خدا) کو اور جو کچھ ہم نے پیغمبروں کو دے کر بھیجا اس کو جھٹلایا۔ وہ عنقریب معلوم کرلیں گے۔ (40:70)

جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی (اور) گھسیٹے جائیں گے۔ (40:71)

(یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں۔ پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ (40:72)

پھر ان سے کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم (خدا کے) شریک بناتے تھے۔ (40:73)

(یعنی غیر خدا) کہیں گے وہ تو ہم سے جاتے رہے بلکہ ہم تو پہلے کسی چیز کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ اسی طرح خدا کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ (40:74)

یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم زمین میں حق کے بغیر (یعنی اس کے خلاف) خوش ہوا کرتے تھے اور اس کی (سزا ہے) کہ اترایا کرتے تھے۔ (40:75)

(اب) جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ ہمیشہ اسی میں رہو گے۔ متکبروں کا کیا برا ٹھکانا ہے۔ (40:76)

تو (اے پیغمبر) صبر کرو خدا کا وعدہ سچا ہے۔ اگر ہم تم کو کچھ اس میں سے دکھا دیں جس کا ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں۔ (یعنی کافروں پر عذاب نازل کریں) یا تمہاری مدت حیات پوری کر دیں تو ان کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے ۔ (40:77)

چونکہ قرآن جیسا کہ اکثر بیان کرتا ہے، تمام الہامی آیات میں بیان کردہ بنیادی سچائیاں ایک جیسی ہیں، ان میں سے آخری کو رد کرنا تمام پچھلے لوگوں کے رد کے مترادف ہے۔ " زنجیروں اور کڑیوں " کا استعارہ انسان کی جان بوجھ کر خود کو جھوٹی اقدار اور برے طریقوں اور روح کے نتیجے میں غلامی کی نمائندگی کرتا ہے۔

" جو کچھ ہم نے پہلے کہا تھا اسکا بلکل وجود نہیں تھا " ان تمام خیالی طاقتوں اور اقدار کی اندرونی عدم موجودگی کو محسوس کرنے کی عکاسی کرتا ہے ۔بشمول انسان کی مبینہ خود کفالت اور عظمت پر یقین کے ۔ جس کو انہوں نے زندگیاپنایا تھا۔

انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے وجود اور انفرادیت اور اس پر انسان کے مکمل انحصار کی خود ساختہ حقیقت کو تسلیم کرنے کی بجائے خود کو دھوکے میں رکھا۔

ان کے اپنے بنائے ہوئے طوق۔

اگر تم عجیب بات سننی چاہو تو کافروں کا یہ کہنا عجیب ہے کہ جب ہم (مرکر) مٹی ہو جائیں گے تو کیا

از سر نو پیدا ہوں گے؟ یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار سے منکر ہوئے ہیں۔ اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی اہل دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے۔ (13:5)

یہ حیرت انگیز ہے کہ انسان تمام ثبوتوں کے باوجود جو انسانی مشاہدے میں آتے ہیں، اللہ پر ایمان لانے سے انکار کرسکتا ہے، اور اس بات سے کہ دنیا میں انسانی زندگی کا کوئی مقصد بھی ہے۔ ایسے لوگوں کا ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں ہے جو مبہم طور پر اللہ پر یقین رکھتے ہیں پھر بھی قیامت پر یقین کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اگر اللہ نے کائنات اور زندگی کے مظاہر کو تخلیق کیا ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ تخلیق کے ایک نئے عمل میں زندگی اور جسد کو دوبارہ بنانے کی طاقت رکھتا ہے۔ قیامت کے امکان کو جھٹلا کر، لوگ اللہ کی قدرت اور اس کی حقیقت سے واضح طور پر انکار کرتے ہیں۔

گنہگاروں کو ان کی پیشانی سے گھسیٹا جائے گا۔

گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے۔(55:41)(55:41)

یہی وہ جہنم ہے جسے گنہگار لوگ جھٹلاتے تھے۔(55:43)

وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے۔(55:44)

"ان کی پیشانیوں سے گھسیٹنا" ان کی سراسر ذلت اور رسوائی کا اشارہ ہے۔ جب قدیم عرب کسی دوسرے شخص کے تابع ہونے پر زور دینا چاہتے تھے، تو وہ کہتے، "اس کی پیشانی فلاں کے ہاتھ میں ہے۔" آخرت میں انعامات اور سزاؤں کی تمام قرآنی وضاحتوں کی تشبیہی نوعیت مندرجہ بالا آیت کی عبارت میں اشارہ کی گئی ہے ،جو کہ گنہگاروں کے جہنم میں رہنے کے بارے میں بتاتی ہے۔ بیکار افسوس.

جہنم کی آگ: عذاب کی دوسری علامت۔

بھڑکتی ہوئی آگ جہنم کے عذاب کی علامتوں میں سے ایک ہے۔ آگ روح کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ جہنم کی آگ کا تصور قرآن میں مختلف ناموں سے ذکر کیا گیاہے، یعنی نار (آگ)، جحیم (بھڑکتی ہوئی آگ)، سائر (بھڑکتی ہوئی شعلہ)، سقر (جہنم کی آگ)، لازا (بھڑکتی ہوئی شعلہ)، اور ہتمہ (کچلنا) اذیت)۔

جہنم، آپ کے اعمال کا نتیجہ۔

(اور تکبر سے) گردن موڑلیتا (ہے) تاکہ (لوگوں کو) خدا کے رستے سے گمراہ کردے۔ اس کے لئے دنیا میں ذلت ہے۔ اور قیامت کے دن ہم اسے عذاب (آتش) سوزاں کا مزہ چکھائیں گے۔(22:9)

(اے سرکش) یہ اس (کفر) کی سزا ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔(22:10)

(اور کفار) گنہگار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے۔(43:74)

جو ان سے ہلکانہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید ہو کر پڑے رہیں گے۔(43:75)

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے۔(43:76)

" وہ جہنم کے دکھوں میں رہیں گے "کا اظہار صرف ایک محدود مدت کی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن استقامت کا معنی نہیں دیتا۔

خدا سے غفلت۔

سو (اب آگ کے) مزے چکھو اس لئے کہ تم نے اُس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا (آج) ہم بھی تمہیں بھلا دیں گے اور جو کام تم کرتے تھے اُن کی سزا میں ہمیشہ کے عذاب کے مزے چکھتے رہو۔(32:14)

اور اُس روز جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے۔(18:100)

جن کی آنکھیں میری یاد سے پردے میں تھیں اور وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔(18:101)

کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے بندوں کو ہمارے سوا (اپنا) کارساز بنائیں گے (تو ہم خفا نہیں ہوں گے) ہم نے (ایسے) کافروں کے لئے جہنم کی (مہمانی) تیار کر رکھی ہے ۔(18:102)

عالی قدر(تمہاری باتوں کے)لکھنے والے۔(82:11)

جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں۔(82:12)

بے شک نیکوکار نعمتوں(کی بہشت)میں ہوں گے۔(82:13)

اور بدکردار دوزخ میں۔(82:14)

(یعنی)جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے۔(82:15)

اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے۔(82:16)

اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرو۔

اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کردی جائے گی۔(26:90)

اور دوزخ گمراہوں کے سامنے لائی جائے گی۔(26:91)

اوران سے کہا جائے گا کہ جن کو تم پوجتے تھے وہ کہاں ہیں؟(26:92)

یعنی جن کو خدا کے سوا(پوجتے تھے)کیا وہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں یا خود بدلہ لے سکتے ہیں۔(26:93)

اور جس روز آگ کے سامنے کئے جائیں گے(اور کہا جائے گا)کیا یہ حق نہیں ہے؟تو کہیں گے کیوں نہیں ہمارے پروردگار کی قسم(حق ہے)حکم ہو گا کہ تم جو(دنیا میں)انکار کیا کرتے تھے(اب)عذاب کے مزے چکھو–(46:34)

شیطان کے پیروکاروں کا مقدر جہنم کی آگ ہے

شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔وہ اپنے(پیرووں کے)گروہ کو بلاتا ہے تاکہ دوزخ والوں میں ہوں۔(35:6)(35:7)

جنہوں نے کفر کیا انکے لیے سخت عذاب ہے۔اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔(35:6)(35:7)

جہنم کی آگ۔

اصطلاح "جہنم" قرآن میں آگ کے سات ناموں میں سے ایک ہے جو آخرت میں مصائب کے تصور کیلئے استعمال ہوئی ہے، جسے انسان گناہ کر کے اپنے اوپر لاتا ہے۔

توجب بڑی آفت آئے گی۔(79:34)

اس دن انسان اپنے کاموں کو یاد کرے گا۔(79:35)

اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی۔(79:36)

تو جس نے سرکشی کی۔(79:37)

اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا۔(79:38)

اسکا ٹھکانہ دوزخ ہے۔(79:39)

ہم عنقریب اسکو سقر میں داخل کریں گے۔(74:26)

اور تم کیا سمجھے کہ سقر کیا ہے؟۔(74:27)

وہ آگ ہے کہ)نہ باقی رکھے گی اورنہ چھوڑے گی ۔(74:28)

اور بدن جھلس کرسیاہ کردے گی۔(74:29)

" تمام سچائی کو فانی انسان کے لیے دکھانا" گناہ گار کی حقیقت کے بارے میں تاخیر سے آگاہی کے ساتھ ساتھ اس کی ذاتی نوعیت، اس کی ماضی کی ناکامیوں اور جان بوجھ کر غلطیوں کے بارے میں اس کی پریشان کن بصیرت سے متعلق ہے۔ اب وہ اس عذاب کا زمہ دار خود کو سمجھتا ہے، ایسی حالت جس میں نہ زندگی ہے اور نہ موت۔

ہاں ہاں(ہمیں)چاند کی قسم۔(74:32)

اوررات کی جب پیٹھ پھیرنے لگے۔(74:33)

اور صبح کی جب روشن ہو۔(74:34)

کہ وہ(آگ)ایک بہت بڑی(آفت)ہے۔(74:35)

(اور)بنی آدم کے لئے مؤجب خوف۔(74:36)

جوتم میں سے آگے بڑھناچاہے یاپیچھے رہناچاہے۔(74:37)

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروہے۔(74:38)

جس طرح چاند کے بدلتے ہوئے مراحل اور رات اور دن کی تبدیلی اللہ کے دیے ہوئے قدرتی قوانین کے نتائج ہیں، اسی طرح آخرت میں بھی ایک گنہگار کی تکلیف اس دنیامیں اس کی دانستہ غلطی کا فطری نتیجہ ہے۔

جہنم کی آگ ایک خوفناک پیشگی انتباہ ہے اس سے قطع نظر کہ کسی نے خدا کے حکم کو ماناہے یانہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں تک کہ سچے مومن بھی گناہ میں ٹھوکر کھاسکتے ہیں اور انہیں متنبہ کرنے کیضرورت ہے۔

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروہے۔(21:39)

جس دن انکو آتش جہنم کی طرف دھکیل کرلے جائیں گے۔(52:13)

یہ وہ جہنم ہے جسکوتم جھوٹ سمجھتے تھے۔(52:14)

توکیایہ جادوہےیاتم کونظرہی نہیں آتا۔(52:15)

اس میں داخل ہوجاؤ اور صبر کرویانہ کروتمہارے لئے یکساں ہے۔جوکام تم کیاکرتے تھے(یہ)انہی کاتم کوبدلہ مل رہاہے۔(52:16)

جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تواسکاچیخناچلانا سنیں گے اوروہ جوش ماررہی ہوگی۔(67:7)

گویامارے جوش کے پھٹ پڑے گی۔جب اس میں ان کی کوئی جماعت ڈالی جائے گی تودوزخ کے داروغہ انسے پوچھیں گے کہ تمہارے پاس کوئی ہدایت کرنے والانہیں آیاتھا؟۔(67:8)

وہ کہیں گے کیوں نہیں ضرور ہدایت کرنے والا آیا تھا لیکن ہم نے اسکو جھٹلا دیا اور کہا کہ خدا نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی۔ تم تو بڑی غلطی میں (پڑے ہوئے) ہو۔(67:9)

اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔(67:10)

پس وہ اپنے گناہ کا اقرار کرلیں گے۔ سو دوزخیوں کے لئے (رحمت خدا سے) دور ہی ہے۔(67:11)

مناسب طریقے سے استعمال کی جانے والی وجہ، انسان کو اللہ کے وجود اور اس حقیقت کے بارے میں جاننے کی طرف لے جاتی ہے کہ ایک یقینی منصوبہ اس کی تمام تخلیق پر مبنی ہے۔ اس ادراک کی ایک منطقی ہم آہنگی یہ ہے کہ الہی منصوبے کے کچھ پہلو انسانی زندگی کو چھو رہے ہیں، خاص طور پر، صحیح اور غلط کے درمیان فرق، انسان کو وحی کے ذریعے مسلسل ظاہر کیا جا رہا ہے، جو اللہ اپنے منتخب پیغام دینے والوں کو دیتا ہے، یہ فطری "اللہ کے ساتھ بندھن" (جس کا حوالہ 2:27 میں دیا گیا ہے) صرف انسان کے اعمال کی بدولت ٹوٹ سکتا ہے پس اگلی زندگی میں مصائب انکا مقدر رہیں۔

روحانی بدنامی۔

جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) خدا کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے ہیں) کہ اے پروردگار! تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو۔(3:191)(3:192)

اے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۔(3:191)(3:192)

توبہ نہ کرنے والے گنہگار جہنم میں ہونگے۔

بھلا جس شخص پر عذاب کا حکم صادر ہو چکا۔ تو کیا تم (ایسے) دوزخی کو مخلصی دے سکو گے؟ (39:19)

اللہ ہمیشہ کسی گنہگار کی مخلصانہ توبہ قبول کرتا ہے، بشرطیکہ اسے موت کے وقت سے پہلے کیا جائے۔ "تکلیف کی سزا" ان لوگوں سے متعلق ہے جو بغیر توبہ کے مر جاتے ہیں۔ موت کے بعد، وہ آنے والی سزا سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو "پہلے ہی آگ میں" پاتے ہیں۔

بڑے بڑے آگ کے بھڑکتے شعلے ہوں گے۔

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔(77:28)

جس چیز کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ (اب) اسکی طرف چلو۔(77:29)

(یعنی) اس سائے کی طرف چلو جسکی تین شاخیں ہیں۔(77:30)

نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ لپٹ سے بچاؤ ۔(77:31)

اس سے (آگ کی اتنی اتنی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے محل۔(77:32)

گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔(77:33)

بلکہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔(25:11)

جس وقت وہ انکو دور سے دیکھے گی (تو غضبناک ہو رہی ہو گی اور یہ) اسکے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔(25:12)

اور جب یہ دوزخ کی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔(25:13)

آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی اموات کو پکارو۔(25:14)

" تنگ جگہ "جس میں وہ پھینکا جائے گا اس سے مراد تنگی کا احساس ہے۔ اگرچہ موت کا تصور حتمی معنی رکھتا ہے اور ناقابل تلافی ہے، گنہگاروں کا "اموات" کے لیے دعا کرنا یہاں ان کے ناقابل بیان مصائب اور آخری فرار کی خواہش کے لیے ایک استعارہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

واپس آگ میں پھینک دیے جائیں گے۔

تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا تو پھر تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔(55:35)

نہ زندہ نہ مردہ۔

سو جہاں تک نصیحت (کے) نافع (ہونے کی امید) ہو نصیحت کرتے رہو۔(87:9)

جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت پکڑے گا۔(87:10)

اور (بے خوف) بدبخت پہلو تہی کرے گا۔(87:11)

جو (قیامت کو) بڑی (تیز) آگ میں داخل ہو گا۔(87:12)

پھر وہاں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔(87:13)

آگ سے مایوسی۔

اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے۔(56:92)

تو (اسکے لئے) کھولتے پانی کی ضیافت ہے۔(56:93) اور جہنم میں داخل کیا جانا۔(56:94)

یہ (داخل کیا جانا یقیناً صحیح یعنی) حق الیقین ہے۔(56:95)

تو تم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔(56:96)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا۔ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا۔(14:28)

(وہ گھر) دوزخ ہے۔ (سب ناشکرے) اس میں داخل ہوں گے۔ اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔(14:29)

اور ان لوگوں نے خدا کے شریک مقرر کئے کہ (لوگوں کو) اس کے رستے سے گمراہ کریں۔ کہہ دو کہ (چند روز) فائدے اٹھا لو آخرکار تم کو دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔(14:30)

" وہ لوگ جنہوں نے حق سے انکار کو ترجیح دی ہے" سوچ کے متکبر رہنماؤں اور ان کے کمزور پیروکاروں کے مابین تعلقات کی طرف اشارہ ہے، جنہوں نے حق سے انکار پر خدا کی نعمتوں کے بدلے آگ کو پسند کیا۔

بھڑکتی آگ میں چہرے ڈال دیے جائیں گے

بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے۔(33:64)

اس میں ابدالآباد رہیں گے۔ نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔(33:65)

جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے کہیں اے کاش ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور رسول (خدا) کا حکم مانتے۔(33:66)

اور جو برائی لے کر آئے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ تم کو تو اُن ہی اعمال کا بدلہ ملے گا جو تم کرتے رہے ہو۔(27:90)

وہ لوگ جنہوں نے صرف برائی کیا جن کے برے اعمال ان کے اچھے اعمال سے زیادہ ہیں- ان کے چہرے "آگ میں جھونک دیئے گئے"- یہ گناہ گاروں کی فنا اور ذلت کی علامت ہے

ان کے چہروں پر وحشت ہو گی، بہرے گونگے اور اندھے بنا کر اٹھائے جائیں گے۔

اور جس شخص کو خدا ہدایت دے وہی ہدایت یاب ہے۔ اور جن کو گمراہ کرے تو تم خدا کے سوا اُن کے رفیق نہیں پاؤ گے۔ اور ہم اُن کو قیامت کے دن اوندھے منہ اندھے گونگے اور بہرے (بنا کر) اٹھائیں گے۔ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہو گی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لئے) اور بھڑکا دیں گے۔(17:97)

یہ ان کی سزا ہے اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں سے کفر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم (مر کر بوسیدہ) ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا کئے جائیں گے۔(17:97)

مردہ کو زندہ کرنے کی اللہ کی قدرت کا انکار اس کی برکت اور اس کے وجود کے انکار کے مترادف ہے- یہ سب کچھ پچھلی آیت میں "اندھے اور بہرے اور گونگے" کے الفاظ سے منسوب ہے۔

اللہ ان کو انفرادی طور پر دوبارہ زندہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے، ان میں سے ہر ایک کیوہی شناخت (یا "تشبیہ") ہو گی جو کہ اس کی موت سے پہلے تھی۔

آگ کا لباس۔

یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں۔ تو کافر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائے گا ۔(22:19)

اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی۔(22:20)

اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔(22:21)

جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (وتکلیف) کی وجہ سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔(22:22)

آخرت میں گنہگاروں کو جو تکلیفیں پہنچیں گیوہ ان کی اندرونی اور بیرونی تشخیص کو مسخ کر دیں گی۔

" انہیں لوہے کی گرفت میں رکھا جائے گا" آخرت میں مصائب کی ناگزیریت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کی طرف "وہ لوگ جو سچ کو جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں" وہ کھینچے جائیں گے۔

جلی ہوئی جلد کو بار بار تبدیل کیا جائے گا۔

پھر لوگوں میں سے کسی نے تو اس کتاب کو مانا اور کوئی اس سے رکا (اور ہٹا) رہا تو نہ ماننے والوں (کے جلانے) کو دوزخ کی جلتی ہوئی آگ کافی ہے۔(4:55)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ چکھتے) رہیں بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔(4:56)

اور ان کے اعمال کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جائیں گی اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اُڑاتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔(45:33)

اور کہا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا۔ اسی طرح آج ہم تمہیں بھلا دیں گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں۔(45:34)

یہ اس لئے کہ تم نے خدا کی آیتوں کو مخول بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ سو آج یہ لوگ نہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کی توبہ قبول کی جائے گی۔(45:35)

گنہگار آگ کا ایندھن ہوں گے۔

اے پروردگار! تو اس روز جس (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں سب لوگوں کو (اپنے حضور میں) جمع کر لے گا بے شک خدا خلاف وعدہ نہیں کرتا۔(3:9)

جو لوگ کافر ہوئے (اس دن) نہ تو ان کا مال ہی خدا (کے عذاب) سے ان کو بچا سکے گا اور نہ ان کی اولاد ہی (کچھ کام آئے گی) اور یہ لوگ آتش (جہنم) کا ایندھن ہوں گے۔(3:10)

غلط پیشرووں کی اندھی تقلید۔

پھر ان کو دوزخ کی طرف لوٹایا جائے گا۔(37:68)

سو وہ ان ہی کے پیچھے دوڑے چلے جاتے ہیں۔(37:69)

انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ ہی پایا۔(37:70)

اور ان سے پیشتر بہت سے لوگ بھی گمراہ ہو گئے تھے۔(37:71)

اور ہم نے ان میں متنبہ کرنے والے بھیجے۔(37:72)

سو دیکھ لو کہ جن کو متنبہ کیا گیا تھا ان کا انجام کیسا ہوا۔(37:73)

ہاں خدا کے بندگان خاص (کا انجام بہت اچھا ہوا)۔(37:74)

" ان کے نقش قدم پر چلنا،" یا کسی کے غلط پیشرووں کے مضحکہ خیز عقائد اور رسم و رواج کی اندھی تقلید اور الہامی وحی کے ذریعہ فراہم کردہ سچائی کے تمام ثبوتوں کو نظر انداز کرنا، یہاں دکھ کی بنیادی وجہ دکھائی گئی ہے۔

پرانے دور کے گنہگاروں کے ساتھ کے گروہ بنا دیا جائے گا انکا۔

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔(77:34)

یہ وہ دن ہے کہ (لوگ) لب تک نہ ہلا سکیں گے۔ (77:35)

اور نہ ان کو اجازت دی جائے گی کہ عذر کر سکیں۔ (77:36)

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (77:37)

یہی فیصلے کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے۔ (77:38)

اگر تم کو کوئی داؤں آتا ہو تو مجھ سے کر لو۔ (77:39)

برفیلی سرد اندھیری نگری۔

یہ (نعمتیں تو فرمانبرداروں کے لئے ہیں) اور سرکشوں کے لئے برا ٹھکانا ہے۔ (38:55)

(یعنی) دوزخ۔ جس میں وہ داخل ہوں گے اور وہ بری آرام گاہ ہے۔ (38:56)

یہ کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ (ہے) اب اس کے مزے چکھیں۔ (38:57)

اور اسی طرح کے اور بہت سے (عذاب ہوں گے) ۔ (38:58)

بے شک دوزخ گھات میں ہے۔ (78:21)

(یعنی) سرکشوں کا وہی ٹھکانہ ہے ۔ (78:22)

اس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے ۔ (78:23)

وہاں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے۔ نہ (کچھ) پینا (نصیب ہو گا) ۔ (78:24)

مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ (78:25)

(یہ) بدلہ ہے پورا پورا ۔ (78:26)

روح کا "برف سرد اندھیرا" اور "جلتی ہوئی مایوسی" کے ساتھ آنے والی زندگی میں گنہگاروں کے مصائب کو نمایاں کرے گا۔ "ایک لمبا عرصہ "ایک محدود مدت کی نشاندہی کرتا ہے نہ کہ ابدیت کا، اور یہ قرآن میں بہت سے اشاروں سے مطابقت رکھتا ہے اور حدیثِ نبوی سے بھی کہ جہنم کے طور پر بیان کردہ تکلیف ابدی نہیں ہے

جھوٹی پسندیدہ شخصیات جنکی انہوں نے پیروی کی وہ ان سے لاتعلقی کر لیں گی

اس دن (کفر کے) پیشوا اپنے پیرووں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور (دونوں) عذاب (الہیٰ) دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے (2:166)

(یہ حال دیکھ کر) پیروی کرنے والے (حسرت سے) کہیں گے کہ اے کاش ہمیں پھر دنیا میں جانا نصیب ہوتا کہ جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں اسی طرح ہم بھی ان سے بیزار ہوں۔ اسی طرح

خدا ان کے اعمال انہیں حسرت بنا کر دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے۔ (2:167)

بدترین اعمال کے مطابق عذاب۔

سو ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے اور ان کے برے عملوں کی جو وہ کرتے تھے سزا دیں گے۔(41:27)

یہ خدا کے دشمنوں کا بدلہ ہے (یعنی) دوزخ۔ ان کے لئے اسی میں ہمیشہ کا گھر ہے۔ یہ اس کی سزا ہے کہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے ۔(41:28)

اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار جنوں اور انسانوں میں سے جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ان کو ہمیں دکھا کہ ہم ان کو اپنے پاؤں کے تلے (روند) ڈالیں تاکہ وہ نہایت ذلیل ہوں ۔(41:29)

" ہر نبی کے دور میں ہم نے دشمن یا شیطان منتخب کیے جو کہ انسانوں میں سے ہیں اور پوشیدہ مخلوقات میں سے (سورت دیکھیں)۔(*6: 112*)

قیامت سے انکار کی سزا۔

اور (قیامت کا) سچا وعدہ قریب آجائے تو ناگاہ کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں (اور کہنے لگیں کہ) ہائے شامت ہم اس (حال) سے غفلت میں رہے بلکہ (اپنے حق میں) ظالم تھے۔(21:97)

(کافرو اس روز) تم اور جن کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔ اور تم سب اس میں داخل ہو کر رہو گے ۔(21:98)

اگر یہ لوگ (درحقیقت) معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے۔ سب اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔(21:99)

وہاں ان کو چلاّنا ہو گا اور اس میں (کچھ) نہ سن سکیں گے۔(21:100)

اور کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہو گا؟(32:28)

کہہ دو کہ فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا کچھ بھی فائدہ نہ دے گا اور نہ اُن کو مہلت دی جائے گی۔(32:29)

تو اُن سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو یہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔(32:30)

جو بے خبری میں بھولے ہوئے ہیں۔(51:11)

پوچھتے ہیں کہ جزا کا دن کب ہو گا؟ (51:12)

اُس دن (ہو گا) جب ان کو آگ میں عذاب دیا جائے گا۔(51:13)

اُس دن (ہو گا) جب ان کو آگ میں عذاب دیا جائے گا۔(51:14)

یہ "آگ کی آزمائش" قرآنی اشارے ہیں جنہیں جہنم قرار دیا گیا ہے۔

قیامت سے انکار کے گناہ، اچھے اعمال سے وزن میں زیادہ ہونگے

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوں ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔(11:15)

یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا کوئی چیز نہیں اور جو عملانہوں نے دنیا میں کئے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے، سب ضائع۔(11:16)

بھلا جو لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے (روشن) دلیل رکھتے ہوں اور ان کے ساتھ ایک (آسمانی) گواہ بھی اس کی جانب سے ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہو جو پیشوا اور رحمت ہے (تو کیا وہ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے) یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی اور فرقوں میں سے اس سے منکر ہو تو اس کا ٹھکانہ آگ ہے۔ تو تم اس (قرآن) سے شک میں نہ ہونا۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ۔(11:17)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افتراء کرے ایسے لوگ خدا کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ سن رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے ۔(11:18)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ افتراء کرے ایسے لوگ خدا کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا تھا۔ سن رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے ۔(11:19)

اگرچہ قیامت کے دن ان کے نیک اعمال کو مکمل طور پر مد نظر رکھا جائے گا، لیکن وہ گنہگار کے قیامت اور آنے والی زندگی پر یقین کرنے سے انکار کرنے والے گناہوں سے وزن میں کم ہوں گے۔ موت کے بعد زندگی پر یقین کرنے سے ان کا انکار ان کے غلط کاموں کا نتیجہ ہے۔ دوسرے الفاظ میں، قیامت پر یقین، اللہ کے فیصلے اور آخرت میں زندگی یقین کرنا ہی یہاں انسانی اخلاقیات کا واحد درست اور پائیدار ذریعہ ہے۔

لیکن ایک ایسے شخص کے بارے میں کیا جو آرام دہ اور پر سکون زندگی گزارتا ہے بلکہ اسکی زندگی خوبیوں اور نیکیوں سے بھرپور ہے، اور امید کرتا ہے کہ آخرت کا وعدہ سچ ہے، لیکن جو اس پر یقین نہیں کر سکتا؟ کیا یہ شخص اب بھی جہنم کی آگ کی مذمت کرتا ہے؟ باب 25 دیکھیں، نیکوکاروں کا کافروں اور جہنمیوں مابین محاسبہ۔

عذاب کی تیسری علامت۔

کھانا جو گلا گھونٹتا ہے وہ جہنم کے عذاب کی تیسری علامت ہے۔ گنہگار دم گھٹنے والی اذیت اور اپنی خواہش کی چیزوں سے علیحدگی کے درد کو نگلنے کی کوشش کرتا ہے۔

جہنم اور مہلک پھلوں کے درخت کے بارے میں پیغمبر کا نظریہ۔

جب ہم نے تم سے کہا کہ تمہارا پروردگار لوگوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور جو نمائش ہم نے تمہیں دکھائی اس کو لوگوں کے لئے آزمائش کیا۔ اور اسی طرح (تھوہر کے) درخت کو جس پر قرآن میں لعنت کی گئی۔ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو ان کو اس سے بڑی (سخت) سرکشی پیدا ہوتی ہے۔(17:60)

یہاں ذکر کیا گیا نظریہ، نبی ﷺ کا تجربہ ہے جو معراج کی رات کی طرف اشارہ ہے (مکمل تفصیلات کے لیے "جنت" کے نیچے دیکھیں)۔

مہلک پھلوں کا درخت۔

جنت کی حد پر واقع پدم کا درخت (اگلا باب ملاحظہ کریں) زقوم کے درخت سے جہنم کے گڑھے پر متوازی ہے، اس کی تلخ بو اور پھول، شیطانوں کے سروں کی طرح ہیں۔ جہنم اور جنت کے حوالے سے تمام قرآنی حوالہ جات تشبیہاتی ہیں اور اس وجہ سے اگر کوئی ان کو ان کے لفظی معنوں میں لے اور من مانی طور پر ان کی ترجمانی کرتا ہے تو اسے انتہائی غلط فہمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح، "مہلک پھل کا درخت" -جو آخرت میں گنہگاروں کی تکالیف کے لیے ایک استعارہ ہے -"بدکاروں کے لیے آزمائش" ہے۔

چونکہ یہ تجربہ متضاد تشریحات کے لیے کھلا تھا اور اس لیے اس کی حقیقت کے بارے میں شکوک وشبہات کو جنم دے سکتا ہے، یہ جیسا کہ تسلسل میں بیان کیا گیا ہے - "انسانوں کے لیے آزمائش" بن جاتا ہے۔ ایمان کے کمزور اور ظاہری عقیدے کے لوگ، پیغمبر محمد ﷺ کی سچائی اور اس طرح ان کے نبیہونے کے عقیدے پر لڑکھڑاتے رہتے ہیں۔

جو لوگ اللہ پر پختہ یقین رکھتے ہیں وہ اس میں روحانی فضل کا ایک غیر معمولی ثبوت دیکھتے ہیں جو وہ اپنے برگزیدہ لوگوں کو عطا کرتا ہے، اس لیے قرآن کے پیغام پر ان کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

"اس قرآن میں لعنت شدہ درخت" کے حوالے سے، یہ مہلک پھل کا درخت ہے جو 37:62 اور 44:43 میں جہنم کے مظہروں میں سے ایک کے طور پر کہا گیا ہے (جس کے بعد کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ "درخت" کیوں انسانوں کے لئے آزمائش کیسے ہو گا۔ "مذکورہ بالا تناظر میں، اسے "ملعون" کے طور پر بیان کیا گیا ہے کیونکہیہ خود جہنم کی علامت ہے۔ یہاں صرف جہنم کا خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ انتباہ دینا ہے۔

بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت؟ (37:62)

ہم نے اس کو ظالموں کے لئے عذاب بنا رکھا ہے۔ (37:63)

وہ ایک درخت ہے کہ جہنم کے اسفل میں اُگے گا۔ (37:64)

اُس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر۔ (37:65)

سو وہ اسی میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ (37:66)

پھر اس (کھانے) کے ساتھ ان کو گرم پانی ملا کر دیا جائے گا۔ (37:67)

"مہلک خوراک، "جو کہ جہنم کی علامت ہے، اسے مناسب طور پر "مہلک پھل کا درخت" سے منسوب کیا جاسکتا ہے (جیسا کہ " قرآن میں اس ملعون درخت کا ذکر ہے اوپر 17:60 میں ذکر کیا گیا ہے اسکا)۔

یہ اس حقیقت کی علامت ہے کہ دنیاوی مصائب جنہیں قرآن نے جہنم قرار دیا ہے وہ زمین پر کسی کے برے کاموں کا پھل یا نتیجہ ہیں۔

" پھل شیطان کے سر کی طرح ناگوار "ایک استعارہ ہے جس کا مقصد نفرت اور بدصورتی کا اظہار کرنا ہے، کیونکہ شیطان کو ہر برائی کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ اور اس پر ،وہ مایوسی کی جلن یا الجھن کا شکار ہوں گے (دیکھیں 6:70)۔

مہلک پھلوں کے درخت سے کھانا۔

بلاشبہ تھوہر کا درخت۔ (44:43)

گنہگار کا کھانا ہے۔ (44:44)

جیسے پگھلا ہوا تانبا۔ پیٹوں میں (اس طرح) کھولے گا ۔ (44:45)

جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔ (44:46)

(حکم دیا جائے گا کہ) اس کو پکڑ لو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ۔ (44:47)

پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو (کہ عذاب پر) عذاب (ہو)۔ (44:48)

(اب) مزہ چکھ۔ تو بڑی عزت والا (اور) سردار ہے۔ (44:49)

یہ وہی (دوزخ) ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔(44:50)

بے تحاشہ پیاس اور بھوک۔

اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (ہی عذاب میں) ہیں۔(56:41)

(یعنی دوزخ کی) لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں۔۔(56:42)

اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں۔(56:43)

(جو) نہ ٹھنڈا (ہے) نہ خوشنما۔(56:44)

یہ لوگ اس سے پہلے عیشِ نعیم میں پڑے ہوئے تھے ۔(56:45)

اور گناہ عظیم پر اڑے ہوئے تھے۔(56:46)

اور کہا کرتے تھے کہ بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے اور ہڈیاں (ہی ہڈیاں رہ گئے) تو کیا ہمیں پھر اُٹھنا ہو گا؟ ۔(56:47)

اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی؟۔(56:48)

کہہ دو کہ بے شک پہلے اور پچھلے۔(56:49)

(سب) ایک روز مقرر کے وقت پر جمع کئے جائیں گے۔(56:50)

پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہو۔(56:51)!

تھوہر کے درخت کھاؤ گے۔(56:52)

اور اسی سے پیٹ بھرو گے۔(56:53)

اور اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔(56:54)

اور پیو گے بھی تو اس طرح جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں ۔(56:55)

جزا کے دن یہ ان کی ضیافت ہو گی۔(56:56)

پیپ کا پانی پینا۔

اور پیغمبروں نے (خدا سے اپنی) فتح چاہی تو ہر سرکش ضدی نامراد رہ گیا۔(14:15)

اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔(14:16)

وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا اور ہر طرف سے اسے موت آ رہی ہو گی مگر وہ مرنے میں نہیں آئے گا۔ اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہو گا ۔(14:17)

لفظ سدید کسی بھی ایسی چیز کی نشاندہی کرتا ہے جو ناگوار ہو یہ زخموں سے بہنے والی پیپ، لاشوں سے بہنے والے ناگوار مائع کی وضاحت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

'ماسدید' کا اظہار یہاں مکمل طور پر استعاراتی طور پر استعمال کیا گیا ہے اور اسے "انتہائی تلخنکلیفدہ پانی" سمجھا جانا چاہیے - بے انتہا مصائب اور تلخ مایوسی کا استعارہ جو آنے والی زندگیمیں ان لوگوں کا منتظر ہے جو تمام روحانی سچائیوں کو جھٹلانے پر تلے ہوئے تھے۔

جنت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کرے گا۔ اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا۔ اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے۔ اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔ (کیا یہ پرہیز گار) ان کی طرح (ہوسکتے) ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ (47:15)

اس سے مراد بہت زیادہ گرم یا ابلتا پانی ہے۔ اس استعارے کی وضاحت کے لیے 6:70 دیکھیں۔

ابلتے چشمے اور تلخ خشک کانٹے۔

بھلا تم کو ڈھانپ لینے والی (یعنی قیامت کا) حال معلوم ہوا ہے۔ (88:1)

اس روز بہت سے منہ (والے) ذلیل ہوں گے۔ (88:2)

سخت محنت کرنے والے تھکے ماندے۔ (88:3)

دہکتی آگ میں داخل ہوں گے۔ (88:4)

ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائے گا۔ (88:5)

اور خار دار جھاڑ کے سوا ان کے لیے کوئی کھانا نہیں (ہو گا) ۔ (88:6)

جو نہ فربہی لائے اور نہ بھوک میں کچھ کام آئے۔ (88:7)

اسم 'داری' کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی سوکھی حالت میں ایک تلخ، کانٹے دار پودے کی نشاندہی ہوتی ہے، جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ "وہ بدصورت ہو گیا" یا "ذلیل ہو گیا" - پھر اس استعاراتی اظہار کو "خشک کانٹوں کی تلخی" کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اسی طرح کے استعاراتی معنی "ابلتے چشمے" کے اظہار سے منسلک ہیں۔

پگھلے ہوئے سیسہ کی طرح پانی گرم۔

اور کہہ دو کہ (لوگو) یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کافر رہے۔ ہم نے ظالموں کے لئے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی (جو) پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہو گا اور جو) مونہوں کو بھون ڈالے گا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا اور آرام گاہ بھی بری۔ (18:29)

" جھکتے ہوئے تہوں" کی اصطلاح خیمے کے پردے کی طرف اشارہ کرتا ہے اور یہاں "دھوئیں کی دیواروں" کی طرف اشارہ کرتا ہے جو گنہگاروں کو گھیرے میں لے لیتی ہیں، ایک علامت جسکا مطلب ہے کہ آخرت میں ان کے دکھوں کیکوئی راہِ فرار نہین ہے۔

شدید تکلیف: عذاب کی چوتھی علامت۔

مرتد:

جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔(3:177)

اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے ان سے کچھ کام نہ رکھو ہاں اس (قرآن) کے ذریعے سے نصیحت کرتے رہو تاکہ (قیامت کے دن) کوئی اپنے اعمال کی سزا میں ہلاکت میں نہ ڈالا جائے (اس روز) خدا کے سوا نہ تو کوئی اس کا دوست ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا۔ اور اگر وہ ہر چیز (جو روئے زمین پر ہے بطور) معاوضہ دینا چاہے تو وہ اس سے قبول نہ ہو یہی لوگ ہیں کہ اپنے اعمال کے وبال میں ہلاکت میں ڈالے گئے ان کے لئے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے اس لئے کہ کفر کرتے تھے۔(6:70)

قرآن کی آیات میں، "بھڑکتی مایوسی" ہمیشہ شدید گرمی کے ساتھ ساتھ دردناک سردی سے مراد ہے، آنے والی زندگی میں گنہگاروں کی تشبیہاتی تکلیف۔

16

جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان مکالمہ

تجھے کس چیز نے جہنم میں پہنچایا ہے؟

مگر داہنی طرف والے (نیک لوگ۔ (74:39) (

(کہ) وہ باغہائے بہشت میں (ہوں گے اور) پوچھتے ہوں گے۔ (74:40)

یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے ۔ (74:41)

کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟۔ (74:42)

وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ (74:43)

اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے۔ (74:44)

اور اہل باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے۔ (74:45)

اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔ (74:46)

یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔ (74:47)

) تو اس حال میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ فائدہ نہ دے گی۔ (74:48)

ہم ان لوگوں میں شامل نہیں تھے جو نماز پڑھتے تھے" - اس ابتدائی سورت کے نزول کے وقت گئے قرآن کے پیروکاروں پر ابھی تک نماز کو فرض نہیں کیا گیا تھا. یہ سمجھنا معقول ہے کہ مذکورہ بالا تناظر میں، یہ اصطلاح اپنے وسیع تر معنوں میں استعمال ہوتی ہے، یعنی خدا پر شعوری یقین۔ خدا کے سامنے، ان کے لیے کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہو گا جب تک کہ وہ خود اجازت نہ دے۔

ہمیں جنت کے رزق میں سے کچھ حصہ دے دو۔

اور وہ دوزخی بہشتیوں سے (گڑگڑا کر) کہیں گے کہ کسی قدر ہم پر پانی بہاؤ یا جو رزق خدا نے تمہیں عنایت فرمایا ہے ان میں سے (کچھ ہمیں بھی دو) وہ جواب دیں گے کہ خدا نے بہشت کا پانی اور رزق کافروں پر حرام کر دیا ہے۔ (7:50)

جنہوں نے اپنے دین کو تماشا اور کھیل بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ تو جس طرح یہ لوگ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے اور ہماری آیتوں سے منکر ہو رہے تھے۔ اسی طرح آج ہم بھی انہیں بھلا دیں گے۔ (7:51)

مومنین کی خوش قسمتی بمقابلہ ان کے طنز کرنے والوں کو برا حال۔

جو گنہگار (یعنی کفار) ہیں وہ (دنیا میں) مومنوں سے ہنسی کیا کرتے تھے۔ (83:29)

اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو حقارت سے اشارے کرتے۔(83:30)

اور جب اپنے گھر کو لوٹتے تو اتراتے ہوئے لوٹتے۔(83:31)

اور جب ان (مومنوں) کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ تو گمراہ ہیں۔(83:32)

حالانکہ وہ ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔(83:33)

تو آج مومن کافروں سے ہنسی کریں گے۔(83:34)

(اور) تختوں پر (بیٹھے ہوئے ان کا حال) دیکھ رہے ہوں گے۔(83:35)

تو کافروں کو ان کے عملوں کا (پورا پورا) بدلہ مل گیا۔(83:36)

جو لوگ ایمان سے خالی ہیں ان کو کسی بھی ساتھی کے ایمان پر تنقید کرنے یا ان پر نظر رکھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ نیک لوگوں کی بات کرتے ہوئے، قرآن بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ قیامت کے دن، خدا نے جو بھی ناپسندیدہ خیالات یا جذبات ان کے سینوں میں پڑے ہوئے ہیں انہیں دور کر دیا ہے (دیکھیں 7: 42–43)۔ کامل خوشی کی حالت میں میاں بیوی اور تمام خاندان کو یکجا کر دیا جائے گا۔"

چونکہ مصیبت میں مومنین کی طرف سے انتقامی خوشی کا اظہار کہ آخرت میں گنہگار ضرور آئیں گے، یقیناً ان کے "ہنسنے" سے ہی ان کی اپنی خوش قسمتی کا احساس ہو سکتا ہے۔

رزق دینے والے کا وعدہ سچ ثابت ہوا۔

اور اہل بہشت دوزخیوں سے پکار کر کہیں گے کہ جو وعدہ ہمارے پروردگار نے ہم سے کیا تھا ہم نے تو اسے سچا پا لیا۔ بھلا جو وعدہ تمہارے پروردگار نے تم سے کیا تھا تم نے بھی اسے سچا پایا؟ وہ کہیں گے ہاں تو (اس وقت) ان میں ایک پکارنے والا پکارے گا کہ بے انصافوں پر خدا کی لعنت۔(7:44)

جو خدا کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے اور آخرت سے انکار کرتے تھے۔(7:45)

ان دونوں (یعنی بہشت اور دوزخ) کے درمیان (اعراف نام) ایک دیوار ہو گی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے۔ تو وہ اہل بہشت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔ یہ لوگ بھی بہشت میں داخل تو نہیں ہوں گے مگر امید رکھتے ہوں گے۔(7:46)

جہنم کی آگ اور جنت کے باغات کے درمیان ایک رکاوٹ ہو گی، جو اس دنیا میں اعمال کے نتیجے میں ملنے والے اجر کی بنیاد پر انسانیت کی تقسیم کی علامت ہے۔

لفظ حجاب اس چیز کی طرف اشارہ کرتا ہے جو چیزوں کے درمیان رکاوٹ بنتی ہے یا ایک چیز کو دوسری چیز سے چھپاتی ہے۔ یہ استعاراتی اور ٹھوس دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ تاہم، جنت اور جہنم دونوں کے باشندے اب بھی بات چیت کر سکتے ہیں، جیسا کہ اوپر کی آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

گنہگار کی ایک دوسرے کی باہمی ملامت۔

بلکہ آج تو وہ فرمانبردار ہیں۔(37:26)

اور ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے سوال (وجواب) کریں گے۔(37:27)

کہیں گے کیا تم ہی ہمارے پاس دائیں (اور بائیں) سے آتے تھے۔(37:28)

وہ کہیں گے بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہ تھے۔(37:29)

اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا۔ بلکہ تم سرکش لوگ تھے۔(37:30)

سو ہمارے بارے میں ہمارے پروردگار کی بات پوری ہوگئی اب ہم مزے چکھیں گے۔(37:31)

ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا (اور) ہم خود بھی گمراہ تھے۔(37:32)

پس وہ اس روز عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔(37:33)

ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔(37:34)

محاورہ "دائیں سے طرف سے کسی کے قریب پہنچنا" کم وبیش مترادف ہے اخلاقی طور پر اچھا مشورہ دینے کے ساتھ ساتھ طاقت اور اثر ورسوخ کے عہدے سے کسی دوسرے شخص سے رجوع کرنا۔

ہمیں اس آگ سے نجات دے۔

اور جب وہ دوزخ میں جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے آدمیوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا تم دوزخ (کے عذاب) کا کچھ حصہ ہم سے دور کر سکتے ہو؟(40:47)

بڑے آدمی کہیں گے کہ تم (بھی اور) ہم (بھی) سب دوزخ میں (رہیں گے) خدا بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے۔(40:48)

اہل جہنم کی باہمی لڑائی

یہ ایک فوج ہے جو تمہارے ساتھ داخل ہوگی۔ ان کو خوشی نہ ہو یہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔(38:59)

کہیں گے بلکہ تم ہی کو خوشی نہ ہو۔ تم ہی تو یہ (بلا) ہمارے سامنے لائے سو (یہ) برا ٹھکانا ہے۔(38:60)

وہ کہیں گے اے پروردگار جو اس کو ہمارے سامنے لایا ہے اس کو دوزخ میں دونا عذاب دے۔(38:61)

اور کہیں گے کیا سبب ہے کہ (یہاں) ہم ان شخصوں کو نہیں دیکھتے جن کو بروں میں شمار کرتے تھے۔(38:62)

کیا ہم نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے یا (ہماری) آنکھیں ان (کی طرف) سے پھر گئی ہیں؟۔(38:63)

بے شک یہ اہل دوزخ کا جھگڑنا برحق ہے۔(38:64)

اپنے عقیدت مندوں کو بہکانے والے رہنما کے گناہ دوگنے ہو جائیں گے، اور وہ آنکھیں بند کر کے اس کے پیچھے چل پڑے۔ جملہ "انہیں خوش آمدید نہیں کیا جائے گا" ایک لعنت کے برابر ہے اگلی آیت میں بھی اسکو بیان کیا گیا ہے، یہ فریب دینے والوں اور بہکانے والوں کی باہمی ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے۔

ان کی تضحیک کا ہدف انبیاء اور صالحین تھے، جیسا کہ قرآن نے کئی جگھوں پر اشارہ کیا ہے - ہمیشہ دنیا کی زندگی سے محبت کرنے والے لوگوں کی طرف سے مذاق اڑایا گیا ہے وہ لوگ، جو تمام اخلاقی نصیحتوں سے نفرت کرتے ہیں۔

اپنے رہنماؤں اور ساتھیوں کی مذمت کریں گے۔

اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو رستے سے گمراہ کر دیا۔(33:67)(33:68)

اے ہمارے پروردگار ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔(33:67)(33:68)

توخدا فرمائے گا کہ جنّوں اور انسانوں کی جو جماعتیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں ان کے ساتھ تم بھی داخل جہنم ہو جاؤ۔ جب ایک جماعت (وہاں) جا داخل ہو گئی تو اپنی (مذہبی) بہن (یعنی اپنے جیسی دوسری جماعت) پر لعنت کرے گی۔ یہاں تک کہ جب سب اس میں داخل ہو جائیں گے تو پچھلی جماعت پہلی کی نسبت کہے گی کہ اے پروردگار! ان ہی لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا تو ان کو آتش جہنم کا دگنا عذاب دے۔ خدا فرمائے گا کہ (تم) سب کو دگنا (عذاب دیا جائے گا) مگر تم نہیں جانتے۔(7:38)

اور پہلی جماعت پچھلی جماعت سے کہے گی کہ تم کو ہم پر کچھ بھی فضیلت نہ ہوئی تو جو (عمل) تم کیا کرتے تھے اس کے بدلے میں عذاب کے مزے چکھو۔(7:39)

"ان میں سے آخری ان میں سے پہلے کے بارے میں بات کرے گا،" پہلے اور آخر یہاں یا تو وقت کے تسلسل کا حوالہ دیتے ہیں، جو پہلے آئے تھے اور جو بعد میں آئے تھے، یا حیثیت میں، انکے رہنما اور پیروکار۔ دونوں صورتوں میں ان کا تعلق ہے، جیسا کہ اگلے جملے سے ظاہر ہوتا ہے کہ، ان برے اثرات سے جو سابقہ نے ان کی زندگی کے دوران پر ڈالے تھے - یا تو براہ راست، سوچ کے رہنماؤں اور امتیازی شخصیات کے طور پر، یا بالواسطہ، وقت میں پیش پیش کے طور پر، جس کی مثال بعد کی نسلوں نے اپنائی تھی.

خود گمراہ ہونے اور دوسروں کو گمراہ کرنے پر دوہرا دکھ ہوگا۔ دیکھیں 16:25؛ قیامت کے دن وہ اپنے بوجھ کا پورا بوجھ اٹھائیں گے اور ساتھ ہی ان جاہلوں کا بھی جنہیں انہوں نے گمراہ کیا ہے۔ اور ان میں سے پہلا کہے گا کہ آپ ہم سے برتر نہیں ہیں کیونکہ آپ نے اپنی مرضی سے غلط راستہ اختیار کیا جیسا کہ ہم نے کیا، اور آپ پر بھی اتنی ہی ذمہ داری ہے اسکی جتنی ہم پر۔

اے پروردگار! ہم کو اس میں سے نکال دے، اگر ہم پھر (ایسے کام) کریں تو ظالم ہوں گے۔(23:107)(23:108)

(خدا) فرمائے گا کہ اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔(23:107)(23:108)

کاش ہمیں (دنیا میں) پھر جانا ہو تم ہم مومنوں میں ہو جائیں۔(26:102)

بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں۔(26:103)

اور تمہارا پروردگار تو غالب اور مہربان ہے۔(26:104)

پچھلی زندگی میں ہمارے طریقوں کی خرابیاں

اور جس دن وہ سب (جن ّوانس) کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا کہ) اے گروہ جنّات تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کئے تو جو انسانوں میں ان کے دوستدار ہوں گے وہ کہیں گے کہ پروردگار ہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے جو تونے ہمارے لیے مقرر کیا تھا خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے بے شک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے۔(6:128)

بدقسمتی کا بہانہ۔

آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔(23:104)

کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں (نہیں) تم ان کو سنتے تھے (اور) جھٹلاتے تھے۔(23:105)

اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری کم بختی غالب ہوگئی اور ہم رستے سے بھٹک گئے۔(23:106)

اس مکالمے کا مقصد بہت سارے گنہگاروں کی فضول عذر کی خصوصیت کو سامنے لانا ہے جو اپنی ناکامی کو بد قسمتی سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ آزادی اور اپنی مرضی کے عنصر پر زور دیتا ہے کہ انسان اپنے رویوں کا خود ذمہ دار ہے۔

ہمارا مقصد گناہ کرنا نہیں تھا۔

(ان کا حال یہ ہے کہ) جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں (اور یہ) اپنے ہی حق میں ظلم کرنے والے (ہوتے ہیں) تو مطیع ومنقاد ہو جاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم کوئی برا کام نہیں کرتے تھے۔ ہاں جو کچھ تم کیا کرتے تھے خدا اسے خوب جانتا ہے۔(16:28)

سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ ہمیشہ اس میں رہو گے۔ اب تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔(16:29)

"اللہ کو مکمل علم ہے" اور وہ آپ کی حوصلہ افزائی کی بنیاد پر آپ کا فیصلہ کرے گا۔ ان کی لاعلمی کی درخواست کو اس حقیقت کے پیش نظر مسترد کر دیا گیا ہے کہ انہیں اللہ کی ہدایت اس کے نازل کردہ پیغامات کے ذریعے پیش کی گئی تھی، جسے انہوں نے جان بوجھ کر اپنے جھوٹے غرور میں طعنہ دیا اور "قدیم زمانے کی کہانیاں" کے طور پر ہاتھ سے نکال دیا۔(46:17)

ہم ان سے غافل رہیں گے کیونکہ وہ ہم سے غافل تھے۔

جنہوں نے اپنے دین کو تماشا اور کھیل بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ تو جس طرح یہ لوگ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے اور ہماری آیتوں سے منکر ہو رہے تھے۔ اسی طرح آج ہم بھی انہیں بھلا دیں گے۔(7:51)(7:52)

اور ہم نے ان کے پاس کتاب پہنچا دی ہے جس کو علم ودانش کے ساتھ کھول کھول کر بیان کر دیا ہے (اور) وہ مومن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔(7:51)(7:52)

رحم کی بھیک مانگنا۔

جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے گھر میں اُتارا۔ یہاں نہ تو ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تکان ہی ہوگی۔(35:36)

وہ اس میں چلائیں گے کہ اے پروردگار ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے۔ نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا۔ تو اب مزے چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔(35:37)

بے شک خدا ہی آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے۔ وہ تو دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے۔(35:38)

وہی تو ہے جس نے تم کو زمین میں (پہلوں کا) جانشین بنایا۔ تو جس نے کفر کیا اس کے کفر کا ضرر اسی کو ہے۔ اور کافروں کے حق میں ان کے کفر سے پروردگار کے ہاں ناخوشی ہی بڑھتی ہے اور کافروں کو ان کا کفر نقصان ہی زیادہ کرتا ہے۔(35:39)

17

جہنم پر انیس فرشتوں کی طاقت اور معاف کیے گئے گنہگاروں کی نجات

اور تم کیا سمجھے کہ سقر کیا ہے؟(74:27)

(وہ آگ ہے کہ) نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی۔(74:28)

اور بدن جھلس کر سیاہ کردے گی۔(74:29)

اس پر اُنیس داروغہ ہیں۔(74:30)

اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے بنائے ہیں۔ اور ان کا شمار کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کیا ہے (اور) اس لئے کہ اہل کتاب یقین کریں اور مومنوں کا ایمان اور زیادہ ہو اور اہل کتاب اور مومن شک نہ لائیں۔ اور اس لئے کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے اور (جو) کافر (ہیں) کہیں کہ اس مثال (کے بیان کرنے) سے خدا کا مقصد کیا ہے؟ اسی طرح خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ تو بنی آدم کے لئے نصیحت ہے۔(74:31)

استعاراتی نمبر انیس ان فرشتوں کی نمائندگی کرتا ہے جو جہنم کے محافظ یا سرپرست کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اس کا علامتی کردار اور آخرت میں انسان کی حالت اور تقدیر کی دیگر تمام قرآنی وضاحتیں بعد کی آیات میں واضح طور پر بیان کی گئی ہیں۔

جہنم پر خوفناک فرشتوں کی طاقتیں۔

مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو

حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔(66:6)

کافرو! آج بہانے مت بناؤ۔ جو عمل تم کیا کرتے ہو ان ہی کا تم کو بدلہ دیا جائے گا۔(66:7)

جہنم کے دربان۔

اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے کہیں گے کیوں نہیں لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم متحقق ہو چکا تھا۔(39:71)

کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے۔ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔(39:72)

تکلیف کی سزا ان کے ناقابل معافی گناہ کے ناگزیر نتیجہ کی وجہ سے ان پر پڑی ہے۔ جھوٹے غرور کی وجہ سے، انہوں نے اللہ کے رسولوں کی پیش کردہ رہنمائی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

جہنم کے سات دروازے۔

اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟(50:30)

جہنم کے اوپر انیس فرشتوں کی طاقت

اس کا مطلب شاید، جہنم کے سات درجے ہیں، ان تکالیفکو آخرت میں انتظار ہے شیطان کے پیروکاروں کا۔ ہر گنہگار اپنے گناہوں کے مطابق سزا پائے گا۔ ہم فرض کرسکتے ہیں کہ "جہنم کے سات دروازے" جہنم کے سات راستوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ روایتی عربی میں، سات نمبر اکثر "کئی" یا "مختلف" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اسی طرح مذکورہ بالا قرآنی جملے کے معنی "جہنم کی طرف لے جانے والے مختلف طریقوں" کے ہو سکتے ہیں۔

اللہ سے دعا کریں گے کہ عذاب کو ہلکا کرے یا ہمیں موت دے۔

اور جو لوگ آگ میں (جل رہے) ہوں گے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ایک روز تو ہم سے عذاب ہلکا کردے۔(40:49)

وہ کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں تو وہ کہیں گے کہ تم ہی دعا کرو۔ اور کافروں کی دعا (اس روز) بے کار ہوگی۔(40:50)

اور پکاریں گے کہ اے مالک تمہارا پروردگار ہمیں موت دے دے۔ وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ (اسی حالت میں) رہو گے۔(43:77)

یہ جواب کہ جو لوگ سچ کو جھٹلاتے ہیں ان کی دعائیں فریب کا باعث بنتی ہیں "جہنم کے رکھوالوں" کی طرف سے ان لوگوں کیلیے ہے جو بدترین گناہگار تھے۔ اس کی متبادل وضاحت یہ ہو سکتی ہے: اب ان خیالی طاقتوں سے دعا کیجئے جن کو تم اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے اور دیکھیں کہ وہ آپ کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں۔

تمام گنہگاروں کی بالآخر معافی

گناہوں کے تناسب سے عذاب ملے گا۔

اور جنہوں نے برے کام کئے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ اور ان کے مونہوں پر ذلت چھا جائے گی۔ اور کوئی ان کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔ ان کے مونہوں (کی سیاہی کا یہ عالم ہوگا کہ ان) پر گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اُڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔(10:27)

اللہ کی رحمت سے عذاب کم ہو جائے گا۔

تو جو بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں (ڈال دیئے جائیں گے) اس میں ان کا چلانا اور دھاڑنا ہوگا۔(11:106)

(اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں، اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بےشک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔(11:107)

اور جس دن وہ سب (جن ّوانس) کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا کہ) اے گروہ جنّات تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کئے تو جو انسانوں میں ان کے دوستدار ہوں گے وہ کہیں گے کہ پروردگار ہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے رہے اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے بےشک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے۔(6:128)

قدیم عربی میں، "جب تک آسمان اور زمین برداشت کرتے ہیں،" "جب تک رات اور دن متبادل ہوتے ہیں،" اور اس طرح کے الفاظ کو "لا محدود وقت" کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

جہنم کی آگ ان کا ٹھکانہ ہوگی جب تک کہ اللہ ان سے اس کو دور نہ کرنا چاہے اور ان پر اپنی رحمت نہ کرے۔ مذکورہ بالا اور اسی طرح کے فقرے 11: 107، اور پیغمبر کے متعدد معتبر اقوال سے، کچھ عظیم مسلمان مذہبی ماہرین کے اقوال سے اسکا مطلب یہ ہے کہ گنہگاروں کے لیے محدود عذاب ہو گا۔

مندرجہ ذیل ایک بہت مستند قول، نبوی ہے:

"قیامت کے دن وہ جو جنت کے مستحق ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گے، اور جو آگ کے مستحق ہیں وہ جہنم میں۔ اللہ تبارک وتعالی فرمائے گا کہ آگ سے ہر اس شخص کو نکال دو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان تھا۔

اس میں سے، پہلے ہی سیاہ ہو چکا ہے، اور زندگی کے دریا میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر وہ زندہ ہوں گے جیسا کہ جڑی بوٹی، ندی کے کنارے اگتی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ کیسے پیلی ہوتی ہے اور ابھرتی ہے۔:

" پیلے اور ابھرتے ہوئے" کی خصوصیت - ہلکا رنگ - معاف کیے گئے گنہگار میں نئی زندگی کی تازگی کی نشاندہی کرتی ہے۔ دوزخ کی آگ کا قہر ایک مقررہ مدت کے بعد ختم ہو جائے گا۔ آخر میں، معاف شدہ گنہگار جنت میں داخل ہوں گے اور اللہ کی بارگاہ میں رہیں گے۔

جہنم میں محدود تکلیف، جنت میں ابدی خوشی۔

اور جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو اکڑ کر منہ پھیر لیتا ہے گویا اُن کو سنا ہی نہیں جیسے اُن کے کانوں میں ثقل ہے تو اس کو درد دینے والے عذاب کی خوشخبری سنادو۔(31:7)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کے لئے نعمت کے باغ ہیں۔(31:8)

ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ خدا کا وعدہ سچا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔(31:9)

"نعمتوں کے باغات" کے وعدے میں جمع کا صیغہ اور "مصیبت" (عذاب) میں واحد کے صیغہ کا مطلب یہ ظاہر کرنا ہے کہ اللہ کا فضل اس کے غضب سے زیادہ ہے (دیکھیں 6:12)۔

18

گناہ سے توبہ اور گناہ کا کفارہ

ایک نیک مومن کی موت۔

اور (جب) پرہیزگاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل کیا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ بہترین (کلام)۔ جو لوگ نیکوکار ہیں ان کے لیے اس دنیا میں بھلائی ہے۔ اور آخرت کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے۔ اور پرہیزگاروں کا گھر بہت خوب ہے ۔(16:30)

(وہ) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہاں جو چاہیں گے ان کے لیے میسر ہو گا۔ خدا پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتا ہے ۔116:30)

(ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جب فرشتے ان کی جانیں نکالنے لگتے ہیں اور یہ (کفر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں تو سلام علیکم کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے بدلے میں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔(16:32)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم نیک لوگوں میں داخل کریں گے۔(29:9)

یہ "خوش قسمتی" ضروری طور پر مادی فوائد کی نشاندہی نہیں کرتی بلکہ روحانی اطمینان اور حقیقی اللہ کے شعور کے نتیجے میں ایمان کی سلامتی کے احساس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ انسانوں کا وہ گروہ جو غلطی اور گناہ کرنے کے بعد آہستہ آہستہ مخلص توبہ کے ذریعے راستبازی حاصل کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن کی عظمت سے بھی مستثنیٰ ہوں گے، لیکن وہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہلکے حساب سے گزریں گے۔

نیک اعمال، توبہ اور گناہوں کا کفارہ انسان کی نجات کی جستجو کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ اسلام میں نجات کا کوئی آسان طریقہ یا شارٹ کٹ نہیں ہے۔ برائیوں سے بچنے اور اچھے کام کرنے سے کسی حد تک نجات حاصل کرنا پڑتی ہے۔ نیک زندگی گزارنا مومن کی طرف سے نیک نیتی کی کوشش کی مثال دیتا ہے۔ اسلام میں گناہوں کو توبہ اور معافی کے نقطہ نظر سے دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ اللہ کے خلاف گناہ

رسومات، عقائد، طریقوں اور عقائد کو انجام دینا عام طور پر خدا کے حقوق کے تحت آتا ہے (حقوق اللہ) مثال کے طور پر، ایمان کے پانچ مضامین اور اسلام کے پانچ ستون وہ فرائض ہیں جو ہر مسلمان پر اللہ کی طرف سے فرض ہیں۔ ان فرائض میں سے کسی ایک کو چھوڑنا گمراہی کا گناہ ہے۔

اللہ، ایک عظیم اور بے نیاز ہستی ہے اسے انسانی عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کے حقوق کی تکمیل انسان اور اللہ کے درمیان ایک نجی معاملہ ہے۔ قرآن میں حقوق اللہ سے روگردانی پہ نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنی زندگی کے دوران توبہ کرے گا اور اللہ سے معافی مانگے گا تو اللہ رحم کرنے والا اور پیار کرنے والا ہے کیونکہ وہ انسان کو کمزور پیدا کرنے کے بعد کسی بھی بے راہ روی کو معاف کر سکتا ہے۔ اللہ سخت ترین گنہگاروں کو بھی معاف کر سکتا ہے اگر وہ واقعی توبہ کریں اور اپنے راستے میں اصلاح کریں۔

(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (39:53)

اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ واقع ہو، اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ پھر تم کو مدد نہیں ملے گی۔ (39:54)

2۔ حقوق العباد غصب کرنا۔

یہ جان بوجھ کر کی جانے والی حرکتیں ہیں جن سے دوسروں کے حقوق پامال ہوتے ہیں۔ عزت دار زندگی گزارنے کے لیے انسان کو کچھ اخلاقی اقدار کا پابند ہونا پڑتا ہے۔۔ اللہ کے حقوق کے مقابلے میں اپنے ساتھی (حقوق العباد) کے حقوق پورے کرنا زیادہ اہم ہیں۔

لوگوں کے حقوق عالمگیر سمجھے جاتے ہیں اور بغیر کسی استثنا کے سختی سے ان پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ جدید دور کے بہت مسلمان جب تک نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں، حج کرتے ہیں تو وہ حقوق اللہ تو ادا کرتے ہین مگر حقوق العباد سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ ایسی سچائی ہے جس سے منہ نہیں پھیرا جا سکتا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

میری امت میں غریب وہ ہے جو قیامت کے دن خدا کے سامنے نماز، روزہ اور صدقہ کے ساتھ حاضر ہوا۔ جب کہ اس نے کسی کے ساتھ زیادتی کی، جائیداد پر قبضہ کیا، خون بہایا یا کسی دوسرے کو مارا۔ پھر اس کے نیک اعمال اس سونپ دیئے گئے جسکا حق مارا تھا اس نے۔ جب معاوضہ دینے کے لیے اس کے نیک اعمال میں سے کچھ باقی نہ رہا تو ہر ایک کے گناہوں میں سے کچھ گناہ اس کے کھاتے ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

لوگوں کو معاف کرنا اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔

اور ہم نے ان لوگوں کے لیے تورات میں یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور سب زخموں کا اسی طرح بدلہ ہے لیکن جو شخص بدلہ معاف کر دے وہ اس کے لیے کفارہ ہو گا اور جو خدا کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ بے انصاف ہیں۔ (5:45)

جب انسانوں کے حقوق پامال ہوتے ہیں تو یہ گناہ گار اور اللہ کے درمیان نجی معاملہ نہیں رہتا۔ اب یہ اس شخص پر منحصر ہے کہ جس کے حقوق پامال کیے گئے ہیں وہ اسے معاف کرتا ہے یا نہیں۔ اگر متاثرہ شخص صدقے سے معافی کا انتخاب کرتا ہے تو اللہ اس کے کچھ پچھلے گناہوں کو معاف دے گا۔

جب علی ابن طالب سے پوچھا گیا کہ سچی توبہ کیا ہے تو آپ نے جواب دیا، "آپ کو اپنے کیے پر پشیمانی محسوس کرنی چاہیے۔ ان فرائض کو انجام دیں جنہیں آپ نے نظر انداز کیا ہے، جو حقوق آپ نے غصب کیے ہیں ان کو بحال کریں، جس سے آپ نے غلطی کی ہے اس سے معافی مانگیں، گناہ دوبارہ نہ کرنے کا عزم کریں، اور اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت میں وقف کریں۔

اللہ کے خلاف گناہوں کے معاملے میں، مخلص توبہ، اللہ کی بخشش کے لیے ضروری ہے۔ حقوق العباد کی توبہ کے لیے، غصب شدہ حقوق کو بحال کرنا ہو گا اور اس بندے سے اور اللہ سے معافی مانگنی ہو گی۔ یہ عام طور پر مانا جاتا ہے کہ حج کرنے کے بعد تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، جو کہ نبی کے ارشاد سے منسوب ہے۔ قرآن میں حج کے بعد تمام گناہوں کی معافی کا ذکر نہیں ہے۔ بہت سے مسلمان نجات سے متعلق اس طرح کی سادہ باتوں پر یقین رکھتے ہیں کہ ہاں، اللہ کسی بھی گناہ کو معاف کر سکتا ہے کیونکہ وہ مہربان اور قادر مطلق ہے۔

تاہم، اللہ کی رحمت اس کے انصاف کا علمبر دار بھیہے۔ اللہ قیامت کے دن بھی کامل انصاف کرے گا۔ اگر کوئی شخص جس نے رشوت لی، قتل کیا، اور یتیموں اور بیواؤں کو لوٹا، اگر ایسا شخص اب حج کرتا ہے، تو کیا اس کے تمام برے اعمال اچانک معاف ہو جاتے ہیں؟ یہ انصاف کا مذاق ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے جس کامل انصاف کا وعدہ کیا ہے اسکا مذاق ہے یہ۔ درج ذیل آیت کے مطابق جنت میں داخل ہونا اتنا آسان نہیں ہو گا۔

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یوں ہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ کب خدا کی مدد آئے گی۔ دیکھو خدا کی مدد (عن) قریب (آیا چاہتی) ہے۔(2:214)

سچ کا فکری ادراک بذات خود حتمی نعمت کے حصول کا ذریعہ نہیں بن سکتا بلکہ اسے کسی بھی قربانی کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے اور روحانی پاکیزگی حاصل کرنی چاہیے۔

گناہوں کا کفارہ۔

گناہوں میں کمی۔

ایک مذہبی عمل کے طور پر، کفارہ ادا کرنا، غلطیوں کی تلافی کی کوشش ہے۔ معافی مانگنا، کفارہ کا عمل ہے۔

بہت سے مذاہب میں کفارہ کی رسمیں ہیں، جیسے یوم کپور، کفارہ کا دن، جب یہودی اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل عناصر کا گناہ کے اعمال کے ممکنہ تخفیف پر براہ راست اثر ہے:

(1) صدقہ ؛(2) خدا کی راہ میں کوشش کرنا (3) درد اور غم (4) مزید گھناؤنے اور سنگین گناہوں سے بچنا (5) اچھے کاموں کے ذریعے برے کاموں کو ختم کرنا اور (6) مخلصانہ توبہ

صدقہ اور گناہوں کی معافی۔

اگر تم خیرات ظاہر دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے اور (اس طرح کا دینا) تمہارے گناہوں کو بھی دور کر دے گا۔ اور خدا کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔(2:271)

اور اگر یہ لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور جو کچھ خدا نے ان کو دیا تھا اس میں سے خرچ کرتے تو ان کا کیا نقصان ہوتا اور خدا ان کو خوب جانتا ہے۔(4:39)

اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں۔ اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۔(42:39)

جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

پھر جن لوگوں نے ایذائیں اٹھانے کے بعد ترک وطن کیا۔ پھر جہاد کئے اور ثابت قدم رہے تمہارا پروردگار ان کو بےشک ان (آزمائشوں) کے بعد بخشنے والا (اور ان پر) رحمت کرنے والا ہے۔(16:110)

درد اور الم۔

اللہ کے نزدیک ناانصافی کی وجہ سے ملنے والے دکھ، ہر طرح کے ناپسندیدہ اور صبر سے اٹھائے جانے والے مصائب گناہوں کے کفارہ کا باعث بنتی ہیں۔ نبی نے فرمایا:

" جب بھی کوئی مومن کسی تکلیف، تکلیف، یا پریشانی، یا غم، یا نقصان، یا تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے، چاہے وہ کانٹا ہی ہو جس نے اسے تکلیف پہنچائی ہو، اللہ اس کے ذریعے اس کی کچھ گناہوں کو کم کرتا ہے۔"

ایک اور مستند حدیث کے مطابق، اگر کوئی شخص اپنے گنہگار اعمال کی وجہ سے، براہ راست یا بالواسطہ، پر تشدد موت سے مرتا ہے، اور چونکہ اس کے پاس اپنے پچھلے گناہوں کو توبہ کرنے کا وقت نہیں تھا، تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ بلا اشتعال قتل کے مقدمات میں، قاتل پر نہ صرف قتل کت گناہ کا بوجھ ہوتا ہے بلکہ مقتول کے گناہوں کا بھی۔

نیک زندگی اور گناہوں کی معافی۔

(جو لوگ اللہ کے آگے سر اطاعت خم کرنے والے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کے لئے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے ۔(33:35)

ایمان، نیک کام، اور گناہوں کا خاتمہ۔

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمد ﷺ پر نازل ہوئی اسے مانتے رہے اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ان سے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کی حالت سنوار دی۔(47:2)(47:3)

یہ (حبط اعمال اور اصلاح حال) اس لئے ہے کہ جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے جھوٹی بات کی پیروی کی اور جو ایمان لائے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے (دین) حق کے پیچھے چلے۔ اسی طرح خدا لوگوں سے ان کے حالات بیان فرماتا ہے۔(47:2)(47:3)

گھناؤنے گناہوں سے بچنا۔

اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانوں میں داخل کریں گے۔(4:31)

جو صغیرہ گناہوں کے سوا بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ بے شک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے۔ وہ تم کو خوب جانتا ہے۔ جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچّے تھے۔ تو اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتاؤ۔ جو پرہیزگار ہے وہ اس سے خوب واقف ہے۔(53:32)

اور جو کوئی (خدا کے حضور) نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اسے سزا ویسے ہی ملے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔(6:160)

جہاں اچھے کاموں کا ثواب ان کیاہیت سے زیادہ دیا جائے گا وہیں، برائی کا بدلہ اس کے مساوی سے زیادہ نہیں دیا جائے گا۔

مخلص توبہ۔

مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ اس دن پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) ان کا نور ایمان ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہو گا۔ اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف کرنا۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔(66:8)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نہ صرف نبی اور اس کے پیروکاروں کو شرمندی سے بچائے گا بلکہ اس کے برعکس ان کو رتبہ بھی عطا کرے گا۔ روح گناہوں کے بوجھ سے چھٹکارا حاصل کرلے گی کیونکہ خدا نیک لوگوں کے تمام برے اعمال کو دور کر دے گا اور جنت میں داخل ہوتے وقت، نیک لوگوں کے جسم روشن ہوں گے۔